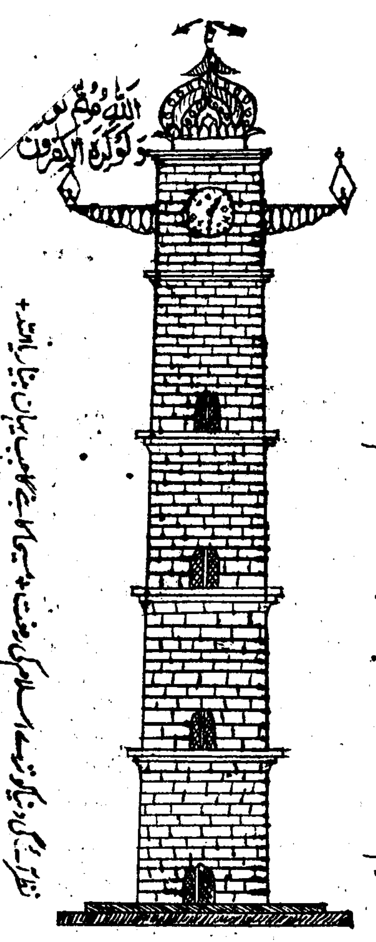
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریۃ



الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم باتو گر آئی چہ دارد قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۱۷	۱۰ مئی ۱۹۰۳ء مطابق ۱۲ محرم الحرام ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ	جلد ۷

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

اعجاز التنزیل

گذشتہ اشاعت سے آگے

ان پیشگوئیوں کا ظہور جو اس سلسلہ کی صورت مین ہوا ہے تو کیا یہ چھوٹی سی بات ہے یہ سلسلہ بہت بڑی پیشگوئی کا پورا ہونا ہے جو تیرہ سو سال پہلے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لبون پر جاری ہوئی اس قدر مدت دراز پہلے خبر دینا یہ قیافہ شناسی اور اٹکل بازی نہین ہوسکتی اور پھر یہ پیشگوئی اکیلی نہین بلکہ اس کے ساتھ ہزارون وہ آیات ونشانات ہین جو اس وقت کے لئے پہلے سے بتا دئے گئے تھے۔

اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالے نے خود یہان ہزارون نشانات کا سلسلہ جاری کر دیا چنانچہ کئی سو پیشگوئیان پوری ہو چکی ہین۔ جو قبل از وقت ملک مین شایع کی گئین اور پھر وہ اپنے وقت پر پوری ہوئی ہین۔ جن کو ہمارے مخالف بھی جانتے ہین اب کیا قرآن کریم کا معجزہ اور اس کی پاک تعلیم کا نتیجہ اور اثر نہین ہے؟ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی اور تاثیر انفاس کے ثمرات نہین؟ ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ آپ ہی کی طفیل ہے۔ کیونکہ یہ مسلم بات ہے۔

خارقے کز ولی مسموع است
معجزہ آن نبی متبوع است

اس لئے جس قدر یہ نشانات اور آیات یہان ظاہر ہو رہی ہین یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خوارق اور معجزات اور یہ پیشگوئیان قرآن شریف ہی کی پیشگوئیان ہین کیونکہ آپ ہی کی اتباع اور قرآن شریف ہی کی تعلیم کے ثمرات ہین + اور اس وقت کوئی اور مذہب ایسا نہین ہے جس کا پیرو اور متبع یہ دعوے کر سکتا ہو کہ وہ پیشگوئیان کر سکتا ہے یا اس سے خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے قرآن شریف کا معجزہ تمام کتابون کے اعجاز سے بڑھا ہوا ہے۔

پھر ایک اور پہلو فصاحت بلاغت کا ہے +

قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی اعلے درجہ کی اور مسلم ہے کہ انصاف پسند دشمنون کو بھی اسے ماننا پڑا ہے۔ قرآن شریف نے فاتوا بسورۃ من مثلہ کا دعوے کیا لیکن آج تک کسی سے ممکن نہین ہوا کہ اس کی مثل لا سکے۔ عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص خاص موقعون پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان مین اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلے مین عاجز ہو گئے۔

اور پھر قرآن شریف کی فصاحت بلاغت ایسی نہین ہے کہ اس مین صرف الفاظ کا تتبع کیا جاوے اور معانی اور مطالب کی پروا نہ کیجاوے بلکہ جیسا اعلے درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہین اسی طرح پر حقایق اور معارف کو ان مین بیان کیا گیا ہے + اور یہ رعایت انسان کا کام نہین کہ وہ حقایق اور معارف کو بیان کرے اور فصاحت و بلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔

ایک جگہ فرماتا ہے یتلوا علیہم صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔ یعنے ان پر ایسے صحایف پڑھتا ہے کہ جن مین حقایق و معارف ہین۔ انشا پردازی والے جانتے ہین کہ انشا پردازی مین پاکیزہ تعلیم۔ اور اخلاق فاضلہ کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے اور پھر ایسی موثر اور جاذب تعلیم دینا جو صفات رذیلہ کو دور کر کے بھی دکھا دے اور ان کی جگہ اعلے درجہ کی خوبیان پیدا کر دے۔ عربون کی جو حالت تھی وہ

کسی سے پوشیدہ نہیں وہ سارے عیبوں اور برائیوں کا مجموعہ بنے ہوئے تھے اور صدیوں سے ان کی یہ حالت بگڑی ہوئی تھی مگر کسقدر آپکے فیوضات اور برکات مین قوت تھی کہ ۲۳ برس کے اندر کل ملک کی کایا پلٹ دی + یہ تعلیم ہی کا اثر تھا۔

ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ بھی اگر قرآن شریف کی لے کر دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس مین فصاحت بلاغت کے مراتب کے علاوہ تعلیم کی ذاتی خوبیون اور کمالات کو اس مین بھر دیا ہے۔ سورہ اخلاص ہی کو دیکھو کہ توحید کے کل مراتب کو بیان فرمایا ہے اور ہر قسم کے شرکون کا رد کر دیا ہے۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو دیکھو کہ کسقدر اعجاز ہے۔ چھوٹی سی سورہ جس کی سات آیتین ہین لیکن دراصل سارے قرآن شریف کا فن اور خلاصہ اور فہرست ہے + اور پھر اس مین خدا تعالے کی ہستی اس کے صفات۔ دعا کی ضرورت اس کی قبولیت کے اسباب اور ذرایع مفید اور سودمند دعاؤن کا طریق نقصان رسان راہون سے بچنے کی ہدایت سکھائی ہے وہان دنیا کے کل مذاہب باطلہ کا رد اس مین موجود ہے

اکثر کتابون اور اہل مذہب کو دیکھوگے کہ وہ دوسرے مذاہب کی برائیان اور نقص بیان کرتے ہین اور دوسری تعلیمون پر نکتہ چینی کرتے ہین مگر ان نکتہ چینیون کو پیش کرتے کرتے ہوئے یہ کوئی اہل مذہب نہین کرتا کہ اسکے بالمقابل کوئی عمدہ تعلیم پیش بھی کرے اور دکھائے کہ اگر مین فلان بری بات سے بچانا چاہتا ہون تو اس کی بجائے یہ اچھی تعلیم دیتا ہون + یہ کسی مذہب مین نہین یہ فخر قرآن شریف ہی کو ہے کہ جہان وہ دوسرے مذاہب باطلہ کا رد کرتا ہے۔ اور ان کی غلط تعلیمون کو کھولتا ہے۔ وہان اصلی اور حقیقی تعلیم بھی پیش کرتا ہے۔ جسکا نمونہ اس سورہ فاتحہ مین دکھایا ہے کہ ایک ایک لفظ مین مذاہب باطلہ کی تردید کر دی ہے مثلاً فرمایا الحمد للہ ساری تعریفین خواہ وہ کسی قسم کی ہون وہ اللہ تعالے ہی کے لئے سزاوار ہین۔ اب اس لفظ کو کہہ کر یہ ثابت کیا کہ قرآن شریف جس خدا کو منوانا چاہتا ہے وہ تمام نقائص سے منزہ اور تمام صفات کاملہ سے موصوف ہے + کیونکہ اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس مین کوئی نقص ہو ہی نہین۔ اور کمال دو قسم کے ہوتے ہین یا بلحاظ حسن کے یا بلحاظ احسان کے پس وہ دونون قسم کے کمال اس لفظ مین پائے جاتے ہین۔ دوسری قومون نے جو لفظ خدا تعالے کے لئے تجویز کئے ہین وہ ایسے جامع نہین ہین۔ اور یہی لفظ اللہ کا دوسرے باطل مذاہب کے معبودون کی ہستی اور انکی صفات کے مسئلہ کی پوری تردید کرتا ہے مثلاً عیسائیون کو لو وہ جس کو اللہ مانتے ہین وہ ایک عاجز ضعیف عورت کا بچہ ہے جس کا نام یسوع ہے جو معمولی بچون کی طرح دکھ درد کے ساتھ مان کے پیٹ سے نکلا اور عوارض مین مبتلا رہا۔ بھوک پیاس کی تکلیف سے بے چین رہا۔ اور سخت تکلیفین اور دکھ اسے اٹھانے پڑے۔ جس قدر ضعف اور کمزوریون کے عوارض ہوتے ہین ان کا شکار رہا۔ آخر یہودیون کے ہاتھون سے پیٹا گیا اور انہون نے پکڑ کر صلیب پر چڑھا دیا + اب اس صورت کو جو یسوع کی (عیسائیون نے جسکو خدا بنا رکھا ہے۔) انجیل سے ظاہر ہوتی ہے کسی دانشمند کے سامنے پیش کرو۔ کیا وہ کہدے گا کہ بیشک اس مین تمام صفات کاملہ پائی جاتی ہین اور کوئی نقص اس مین نہین ؟ ہرگز نہین۔ بلکہ انسانی کمزوریون اور نقصون کا پہلا اور کامل نمونہ اسے ماننا پڑے گا۔ تو الحمد للہ کہنے والا کب ایسے کمزور اور مصلوب ملعون کو خدا مان سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن عیسائیون کے بالمقابل ایسے خدا کیطرف بلاتا ہے جس مین کوئی نقص ہوسکتا ہی نہین

پھر آریہ مذہب کو دیکھو وہ کہتے ہین کہ ہمارا پرمیشر وہ ہے جسنے ذات عالم اور ارواح عالم کو بنایا ہی نہین بلکہ جیسے وہ ازلی ابدی ہے ویسے ہی ہمارے ذرات جسم وغیرہ بھی خدا کے بالمقابل اپنی ایک مستقل ہستی رکھنے والی چیزین ہین جو اپنے قیام اور بقا کے لئے اس کی محتاج نہین ہین بلکہ ایک طرح وہ اپنی خدائی چلانے کے واسطے ان چیزون کا محتاج ہے وہ کسی چیز کا خالق نہین اور پھر اس بات کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہین کہ جو خالق نہین وہ مالک کیسے ہوسکتا ہے ؟ اور ایسا ہی ان کا اعتقاد ہے کہ وہ رازق کریم۔ وغیرہ کچھ بھی نہین۔ کیونکہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے اس کے کرمون کا پھل ملتا ہے اس سے زاید اسے کچھ مل سکتا ہی نہین +

اب بتاؤ اسقدر نقص جس خدا مین پیش کئے جاوین عقل سلیم کب اسے تسلیم کرنیکے لئے رضامند ہوسکتی ہے ؟ اسی طرح سے جسقدر مذاہب باطلہ دنیا مین موجود ہین الحمد للہ کا جملہ خدا تعالے کے متعلق ان کے کل غلط اور بیہودہ خیالات و معتقدات کی تردید کرتا ہے +

پھر اس کے بعد رب العالمین کا لفظ ہے + جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے اللہ وہ ذات جمیع صفات کاملہ ہے جو تمام نقائص سے منزہ ہو۔ اور حسن اور احسان کے اعلے نکتہ پر پہنچا ہوا ہو تاکہ اس بے مثل و مانند ذات کیطرف لوگ کھینچے جاوین۔ اور روح کے جوش اور کشش سے اس کی عبادت کرین اسلئے پہلی خوبی احسان کی صفت رب العالمین کے اظہار سے ظاہر فرمائی ہے۔ جس کے ذریعہ سے کل مخلوق فیض ربوبیت سے فایدہ اٹھا رہی ہے۔ مگر اس کے بالمقابل باقی سب مذہبون نے جو اس وقت موجود ہین اس صفت کا بھی انکار کیا ہے۔ مثلاً آریہ جیسا ابھی بیان کیا ہے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ انسان کو جو کچھ مل رہا ہے وہ سب اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور خدا کی ربوبیت سے وہ ہرگز ہرگز بہرہ ور نہین ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنی روحون کا خالق ہی خدا کو نہین مانتے۔ اور ان کو اپنے بقا و قیام مین بالکل غیر محتاج سمجھتے ہین۔ تو پھر اس صفت ربوبیت کا بھی انکار کرنا پڑا +

ایسا ہی عیسائی بھی اس صفت کے منکر ہین کیونکہ وہ مسیح کو اپنا رب سمجھتے ہین اور ربنا المسیح ربنا المسیح کہتے پھرتے ہین اور اللہ تعالے کو جمیع ما فی العالم کا رب نہین مانتے بلکہ مسیح کو اسکے فیض ربوبیت سے باہر قرار دیتے ہین اور خود ہی اس کو رب مانتے ہین اسی طرح پر عام ہندو بھی اس صداقت سے منکر ہین کیونکہ وہ تو ہر ایک چیز اور دوسری چیزون کو رب مانتے ہین۔

برہمو سماج والے بھی ربوبیت تامہ کے منکر ہین کیونکہ وہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا وہ سب یکبار کر دیا اور یہ تمام عالم اور اس کی قوتین جو ایک دفعہ پیدا ہوچکی ہین مستقل طور پر اپنے کام مین لگی ہوئی ہین۔ اللہ تعالے ان مین کوئی تصرف نہین کرسکتا۔ اور نہ کوئی ان مین تغیر و تبدل واقع ہوسکتا ہے ان کے نزدیک اللہ تعالے اب معطل محض ہے۔ غرض جہانتک مختلف مذاہب کو دیکھا جاوے اور ان کے اعتقادات کی پڑتال کی جاوے تو صاف طور پر معلوم ہوجاویگا کہ وہ اللہ تعالے کے رب العالمین ہونے کے قایل نہین ہین۔

یہ خوبی جو اعلے درجہ کی خوبی ہے اور جسکا مشاہدہ ہر آن ہو رہا ہے صرف اسلام ہی بتاتا ہے اور اسطرح اسی ایک لفظ کے ساتھ ان تمام غلط اور بیہودہ اعتقادات کی بیخکنی کرتا ہے جو اس صفت کے خلاف دیگر مذہب والون نے خود بنا لئے ہین +

مکتوبات حکیم الامت

(سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۱۶ صفحہ نمبر ۴)

سیدھا کر دیا تو نماز ہوگئی یا ہم کسی چیز سے رک گئے تو صائم ہوگئے علے ہذالقیاس۔

اسی واسطے علماء مین اختلاف ہوا ہے بعض کہتے ہیں۔ قرآن مین حقیقی لغوی معنے ہین ہی نہین اور بعض نے کہا قرآن مین مجاز نہین اور بعض نے کہا ہے حقیقت و مجاز دونون قرآن مین ہین غرض یہ بحث بہت طویل ہے۔ غور کرو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اولئک ہم المفلحون اور اسکے معنے ہین فلاح پانیوالا۔ کیا یہان لغوی معنے مراد ہین۔

عزیز من۔ مجاز مین کذب نہین ہوا کرتا اس مین اور کذب مین فرق ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپنے مختصر معانی بھی نہین دیکھی۔ بلکہ مجاز اور کذب مین تو ضد ہے۔ یہ تمام میرا کلام آپ کے مذاق پر ہے ورنہ مین خود وہی مذہب پسند کرتا ہون جو منکر مجاز ہین۔

قرآن مجید تمام حقایق نفس الامر یہ ضروریہ پر مشتمل ہے اور چونکہ یہ کلام ہے اس قدوس کا جو رب العالمین ہے۔ الرحم الراحمین اس لئے تمام و کمال صدق پر مبنی ہے +

ومن اصدق من اللہ قیلا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ وتمت کلمتہ ربک صدقا وعدلا۔

اور آپ کا دوسرا سوال۔ کہ جب حکم الہی اور ارادہ الہی ہوگیا کہ بندر ہو جاؤ کیا وجہ مانع ہوئی کہ بندر نہ ہو سکے۔

عزیز من اللہ تعالے فرماتا ہے کونوا مع الصادقین تو کیا سب راستباز ونکے ساتھ ہوگئے۔ اور فرماتا ہے یرید اللہ بکم الیسر۔ یرید اللہ لیطہرکم۔ تو کیا سب لوگ یسر مین آگئے ہین اور مطہر ہوگئے کیا وجہ ہوئی کہ ارادہ الہی پورا نہوا۔

بات یہ ہے جعل۔ کون۔ ارادہ۔ امر اور بہت سے اس قسم کے الفاظ۔ دو طرح پر آئے ہین اور یہ بحث بہت طویل ہے اصل مطلب کو اتقان مین لکھا ہے۔ مفسرین مین۔ طبقہ تابعین اور تلامذہ ابن عباس سے۔ مجاہد اعلے درجہ پر ہے۔ اور تفسیر کے طبقات یہی لکھا ہے۔ اذا جاء التفسیر من مجاہد فحسبک۔

۱۔ اب سنئے مجاہد فرماتا ہے۔

قال مجاہد مسخت قلوبہم ولم یمسخوا قردۃ وانما ہو مثل ضربہ اللہ لہم کقولہ کمثل الحمار یحمل اسفارا۔ فتح البیان۔

المروی عن مجاہد انہ سبحانہ وتعالے مسخ قلوبہم بمعنے الطبع والختم لا انہ مسخ صورہم وہو مثل قولہ تعالے کمثل الحمار یحمل اسفارا ونظیرہ ان یقول الاستاذ للمتعلم البلید الذی لا ینجع فیہ تعلیمہ کن حمارا۔ تفسیر کبیر۔ المسالۃ الثالثۃ۔

وقال مجاہد ما مسخت صورہم ولکن قلوبہم فمثلوا بالقردۃ کما مثلوا بالحمار۔ تفسیر ابو مسعود۔

دوم۔ خاسئین جمع ہے ساتھ یا اور نون کے اور یہ جمع ذوی العقول کے لئے آتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کو ظاہری شکل ذوی العقول کی طرح تھی۔ والا اللہ تعالے کونوا قردۃ خاسئۃ فرماتا۔

سوم۔ اللہ فرماتا ہے۔ فجعلناہا نکالا لما بین یدیہا وما خلفہا۔

کیا معنے یہود۔ عبرت کا باعث ہوئے اور ان کا قردہ ہونا باعث نکال موجود ہ لوگون اور مابعد والون کے واسطے ہو سکتا ہی اور ظاہر ہے کہ اگر ان کی صورت ظاہریہ مسخ ہوئی تھی۔ تو اس امر مین مخالف لوگ انکار کرتے ہین انکے واسطے نکال کیسے ہو سکتا ہے۔ البتہ یہود کا ذلیل ہونا بڑی عبرت کی بات ہے +

چہارم۔ اللہ تعالے فرماتا ہے جعل منہم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت۔ اب آپ مجاز وغیرہ تو لین نہین تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین سے سب بندر بن گئے۔ کیونکہ منہم کے مرجع کو کونوا فرمایا گیا ہو جب سب بندر بن گئے تو وہ خنزیر کس طرح بن گئے +

اور پھر بندر اور خنزیر بن کر عبد الطاغوت کیونکر ہوئے۔ کیا بندر اور خنزیر کبھی بت پرستی کیا کرتے ہین۔ اس پر آپ خوب غور کرو۔

پنجم۔ عرب لوگ ذلیل انسان کو قردہ کہتے ہین غور کرو۔ حماسہ کے اس شعر پر +

اتخطر للاسراف یا قرد حزیم + وہل یستعد القرد للخطران

الی قصر الاذناب ان تخطروا بہا + ولوم بنی قرد لکل مکان

ششم۔ ولقد علمتم الذین اعتدوا فی السبت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر یہود مین اور مخاطبان رسول رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وسلم مین مشہور و معروف تھا۔

پھر اگر فی الواقع وہ بندر نہ ہوئے اور صرف ان کی ظاہری صورت ہی بدلی تھی تو ہم کو ان یہود سے ثابت کرا دیجئے مین اول المسلمین ہون۔ انشاء اللہ مین اپنی رائے کو ترک کر دونگا مجھے علمکم کا ثبوت چاہیئے۔ یہ قصہ بہت طول اور تفصیل چاہتا ہے اور مجھے فرصت بہت کم ہے۔ اگر آپ ملو تو تفصیل سنو۔ والسلام۔

ہمارے مکرم بھائی توجہ فرمائین

نسیم دعوت۔ حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی مبارک پر اثر کتاب آریہ دھرم کے رد مین پچھلے دنون انگریزی مین ترجمہ ہو کر میگزین کے ذریعہ شایع ہوئی۔ مزید اشاعت کی غرض سے ہمنے اور بعض اور دوستون نے پسند کیا کہ میگزین کے علاوہ کچھ زائد نسخے چھپوائے جائین۔ سو اس پر ۲۰۰۰ کاپیان زائد چھپوائی گیئین۔ فی کاپی ۱۲ قیمت ہے۔ اب ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مختلف ممالک مین یہ رسالہ مفت ارسال کیا جائے۔ لیکن اس کی لاگت کے وصول کا یہ طریق ہے کہ سرگرم اہل دل احباب سے کچھ برگزیدے حسب استطاعت کاپیان خریدیں اور روپیہ نقد مولوی محمد علی صاحب کے نام ارسال فرمائین اور کوپن مین صاف تحریر کرین کہ اس قدر کاپیان انکے نام سے تقسیم کیجائین +

اس فعل جمیل سے کتابون کا روپیہ بھی وصول ہو جائیگا۔ جو درحقیقت ناگہان میگزین فنڈ پر بار ہوا اور ہمارے مکرم احباب کو اشاعت حق کے ثواب کا عمدہ موقعہ بھی مل جائیگا۔ ہر شخص سا آٹھ آٹھ کاپیان خریدنے اور اس کے نام پر ارسال کرنے کی اجازت بخشئے۔ والسلام۔

خاکسار عبد الکریم

کتاب جلاء الافہام اور شرح فصول اکبری ہمارے پاس موجود ہے۔ جلاء الافہام بقیمت ۱۲ اور شرح فصول اکبری بقیمت ایک روپیہ۔ مل سکتی ہے۔ جن صاحبان کو ضرورت ہو مجھ سے طلب فرماوین۔

خاکسار فضل الرحمن مفتی

از دار الامان قادیان

پھر اللہ تعالے کی صفت الرحمٰن بیان کی ہے اور اس صفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ انسان کی فطری خواہشوں کو اس کی دعا یا التجا کے بغیر اور بدون کسی عمل عامل کے عطا کرتا ہے مثلاً جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کے قیام و بقا کے لیئے جن چیزون کی ضرورت ہوتی ہے وہ پہلے سے موجود ہوتی ہین بچہ پیدا ہوتا ہے لیکن مان کی چھاتیون مین دودھ پہلے آجاتا ہے - آسمان - زمین - سورج - چاند ستارے - پانی ہوا وغیرہ یہ تمام اشیاء جو اس نے انسان کے لئے بنائی ہین یہ اس کی صفت رحمانیت ہی کے تقاضے ہین - لیکن دوسرے مذہب والے یہ نہین مانتے کہ وہ بلا مبادلہ بھی فضل کر سکتا ہے ؟ آریہ تو سرے سے اس مسئلہ کو مانتے ہی نہین حب کہ رب العالمین کے معنے بیان کرتے وقت بتایا ہے - عیسائیون نے بھی کفارہ کا مسئلہ درست کرنے کے لئے یہی اعتقاد کر رکھا ہے کہ وہ بلا مبادلہ رحم نہین کر سکتا مگر آریون سے تو یہ پوچھنا چاہیئے کہ یہ زمین آسمان چاند سورج ہوا پانی جو موجود ہے - کن گذشتہ کرمون کا پھل ہے - باقی آئیندہ

آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم الشان فتح

کبھی نصرت نہین ملتی درمولیٰ سے گندونکو
کبھی ضایع نہین کرتا وہ اپنے نیک بندونکو

حضرت حجت اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے اغراض پر جب نظر کیجاتی ہے تو ان مین سے ایک عظیم الشان غرض آپ کی بعثت اور نزول کی قرآن شریف نے یہ بیان کی ہے لیظہرہ علی الدین کلہ - کل ادیان پر اسلام کو غالب کرنا یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مقدر ہو چکا تھا اسی لئے جہان اس زمانہ مین تبلیغ اشاعت مذہب کے ذریعے وسیع ہو گئے ہین وہان حکومت کیطرف سے بھی آزادی مل گئی ہے - جس کی وجہ سے تمام مذاہب میدان مین نکل آئے ہین اور ہر ایک اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت مین کوشان ہے - یہان تک کہ وہ مذاہب جو اپنا مخفی رہنا ہی باعث عافیت سمجھتے تھے وہ بھی اپنے اصولون کی اشاعت بیدریغ کر رہے ہین +

غرض حضرت مسیح موعود کے لیئے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ آپ اسلام کو کل مذاہب پر غالب کرین اور یہ غلبہ بذریعہ حجج و براہین اور آیات و خوارق ہوگا - اور یہ بھی حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے - وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الے یوم القیامۃ - یعنے مین اے مسیح موعود تیرے متبعین کو کافرون پر قیامت تک غالب رکھونگا + اب دونون پیشگوئیون کو دیکھو اور پچھلے پچیس برس کے واقعات پر نظر کرو کہ کس طرح حضرت مسیح موعود نے اسلام کو کل مذاہب پر غالب کیا ہے اور یہ بھی کہ آپ کے سچے متبعین کو کس طرح ہر میدان مقابلہ مین نصرت اور ظفر ملی ہے +

یہی وجہ ہے کہ کسی آریہ عیسائی برہمو کو حوصلہ نہین پڑتا کہ آپ کے متبعین کے ساتھ اپنے اصولون پر گفتگو کر سکے + جس شخص کو ہمارے اس دعوے مین شک ہو وہ آزما کر دیکھ لے + اور اگر کہین ایسا موقع کبھی آجاوے کہ باہم مکالمہ کی نوبت پہونچ جاوے تو منکر کو سخت زک اٹھا کر مبہوت ہونا پڑتا ہے اس کی تازہ نظیر لاہور آریہ سماج کا وہ مباحثہ ہے جو مسئلہ نیوگ اور طلاق کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ سے ۳۰ - اپریل ۱۹۰۳ء کو ہوا ہے ہم اسکے تفصیلی حالات پھر لکھین گے انشا اللہ مختصر طور پر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس جلسہ مین اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اسلام کی وہ عظیم الشان فتح آریہ قوم کے مقابلہ پر ہوئی جو اسے عرصہ دراز تک یاد رہیگی اسلام کیطرف سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قابل قدر نوجوان ہمارے مخدوم بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب پروفیسر میڈیکل کالج لاہور تھے + آریہ سماج نے اس جلسہ کو بارونق بنانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا تھا - اور سالانہ جلسہ کی طرح روشنی اور دیگر تکلفات کا انتظام کیا ہوا تھا اور ان کو خیال تھا کہ جلسہ ان کی کامیابی اور خوشی کا موجب ہوگا مگر جب گفتگو شروع ہوئی تو اللہ تعالے نے وہی سامان طرب انکے لئے ماتم کدہ بنا دیا - وہ کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور ہمارے سپیکر نے جس قابلیت اور قادر الکلامی سے اپنے مضمون کو ادا کیا وہ انکی اپنی طاقت سے باہر تھا بلکہ وہ خود محسوس کرتے تھے اور انہون نے اس امر کا اعتراف کیا کہ محض ربانی تائید سے وہ بول رہے تھے ان کی تقریر کا کچھ ایسا اثر سننے والو پر پڑ رہا تھا کہ وہ خاموش سن رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسلام کے برکات اور انوار انکے دلونمین جذب ہو رہے ہین

ڈاکٹر صاحب نے اپنی تقریر سے پہلے یہ بات بطور اصول موضوعہ پیش کی کہ ہر ایک اہل مذہب جو اعتراض دوسرے کے مذہب پر کرے اس کی بنا اسکے اپنے مذہب کی مسلمہ الہامی کتب پر ہونی چاہیئے - اور ان کتابون پر ہو جنکو ہر ایک فریق اپنے لئے پیش کرے - چنانچہ انہون نے بتایا کہ ہم قرآن مجید کو مانتے ہین اور پھر صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو اس شرط سے کہ وہ قرآن مجید کے خلاف کوئی بات پیش نہ کرین اور یہ بھی کہا کہ آریون کیطرف سے ہم صرف وید مانین گے اور ان کا وہ ترجمہ جو پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش یا بھومکا مین کیا ہے - اس شرط کو فریق مخالف نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا + لیکن جب اس شرط کو مان لینے کے بعد نیوگ کے مفاسد اور مضار ستیارتھ پرکاش وغیرہ سے پڑھکر سنائے گئے اور طلاق کی فلاسفی ظاہر کی گئی تو پھر آریہ سماج پر گھڑون پانی پڑ گیا وہ اپنے زعم مین کچھ اور سمجھے بیٹھے تھے لیکن جب ان کو اس شرط کے ساتھ محصور کر لیا گیا تو پھر طلاق پر کیا بول سکتے تھے بجز اسکے کہ سر نیچا کرکے بیٹھ جاتے - آخر انکو اعتراف کرنا پڑا کہ اب ہم آیندہ اہل اسلام سے مسئلہ طلاق و نیوگ مین بحث نہین کرتے - اگلے ہفتہ ہم سناتن دھرم والون سے مسئلہ نیوگ مین بحث کرینگے +

اس طرح پر خدا تعالے نے اپنے پیارے دین اسلام کی عظمت ان دلائل اور براہین کے ساتھ جو اس نے اپنے برگزیدہ مسیح موعود کو دی ہین ایک انبوہ کثیر مین ظاہر کی اور دو پیشگوئیون کو پورا کیا + لیظہرہ علے الدین کلہ - کی پیشگوئی کو بھی اور جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا کی پیشگوئی کو بھی فالحمد للہ علے ذالک -

اس جلسہ سے پہلے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اللہ تعالے نے بذریعہ ایک رویا بشارت کامیابی بھی دیدی تھی - جو انہون نے قبل از وقت احباب کو سنا دی تھی جسکو پورا ہونے پر انکو ایمان ملا۔

ہم اس کامیابی پر اپنی ساری قوم کو عموماً اور لاہور کی جماعت کو خصوصاً مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اللہ تعالے ہم مین سے ہر ایک کو اعلاء کلمتہ اللہ کی توفیق دے + آمین -

آخر مین یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ یہ جلسہ بڑے امن و امان سے ختم ہوا - جو اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ ہماری جماعت نے نہایت شائستگی اور تہذیب کے ساتھ کلام کیا - سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بھی آخر جلسہ مین اعتراف کیا کہ یہ جلسہ نہائیت امن و امان اور بغیر کسی قسم کے شور و شر کے سرانجام ہوا ہے - الغرض یہ عظیم الشان فتح ہے - جو آریہ سماج پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حاصل ہوئی ہے - اب امید کیجاتی ہے کہ آریہ سماج کے سمجھدار اور فہیم ممبر تو کم از کم آئیندہ نیوگ جیسے مسئلہ سے توبہ کرینگے +

امید کی جاتی ہے کہ اس جلسہ کے مفصل حالات جلد تر ہم شایع کرنے کے قابل ہو سکین +

نبی معصوم یا انسان کامل

عیسائیوں سے مناظرہ کرنے والوں کے لیے ایک رہنما

عموماً عیسائی جب مسلمانوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو وہ نبی معصوم کی بحث درمیان میں لاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے مقابلہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کرکے دکھایا جاوے۔ یہ بحث لاریب بڑی ضروری اور اعلیٰ درجہ کی ہے کہ اس بات کا فیصلہ ہو جاوے کہ ایسا بزرگ نبی کون ہے؟ جسکی زندگی پاک اور مقدس ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ عیسائیوں کی غرض اس سوال کو اٹھا کر ایک مغالطہ دینا ہوتی ہے۔ ورنہ یہ سمجھ میں نہیں آسکتا کہ اس بحث سے کیا غرض ہو سکتی ہے؟ کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جاوے اور پبلک کو دکھایا جاوے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ یہ طریق بحث ایسا ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ گناہ کے متعلق ساری قوموں نے مجموعی طور پر کبھی اتفاق نہیں کیا کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے۔ اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جاوے اور ایک نومرید مع بزرگان دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونیکی پوری سند حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بیشک اس صورت میں ہم بستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہوا اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور جائز ہے کہ دس گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے ایسا ہی ایک کے نزدیک جوں یا پسو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز ترکاریوں کیطرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سور کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سور بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دنیا کو کلی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کرکے پھر بھی اول کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہراوے غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لیے ہرگز خداشناسی کا معیار نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مد نظر رکھکر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارۃ اور معصومیۃ کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اسلیے پبلک کے لیے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھکر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لیے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑینگی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لیے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لیے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیۃ کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رو سے جو شخص عورۃ کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورۃ میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک تو ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لیے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے اولاد نہ ہونے یا دیگر اسباب کی وجہ سے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور فرقہ یہودیوں کے مذہب کے موافق غیر قوموں کے مال کی چوری کر لینا اور انکو نقصان پہنچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بجز مسلمانوں کے سب کے نزدیک سود لینا کچھ بات نہیں تو اب کون ایسا فارغ جج ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے۔ اس لیے حق کے طالب کے لیے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لیے یہی طریق کھلا ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کر لیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا رہزنی نہیں کرتا ڈاکا نہیں مارتا خون نہیں کرتا جھوٹی گواہی نہیں دیتا ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے مثلاً اگر کوئی کسیکو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجودیکہ میں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیرخوار بچہ کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی میں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچہ کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ

مختصر نوٹ اور نکات

قیامت کے دن شرک کے بعد تکبّر جیسی کوئی بلا نہیں یہہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے خدا تعالیٰ کا رحم ہر ایک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں شیطان بھی وحدہٗ ہونیکا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبّر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا جب اُس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اُسکی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا۔ اور طوق لعنت اُسکی گردن میں ڈالا گیا سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو گیا تکبّر ہی تھا۔ اسوقت بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے موافق ایک آدم کو یہہ کہکر پیدا کیا ہے اردت ان استخلف فخلقت آدم یعنے میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرّر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا۔ پس مبارک وہ جو اسکی اطاعت کیلئے سر تسلیم خم کرتا ہے اور افسوس اس پر جو ابی واستکبر کے نیچے آتا ہے +

دجالیّت کا نہ کا مرتبہ یہہ ہے کہ جب حسب مضمون اخلد الی الارض نفسانی تشبیہوں کی طرف زیادہ جھکتا جاوے یہانتک کہ گہری تاریکیوں کے غار و نمیں میں پڑ کر تاریکی مجسّم ہو جاوے اور بالطبع ظلمت کا دوست اور روشنی کا دشمن ہو جاوے یہہ حالت اور حقیقت پیدا ہو تو کہا جاوے گا کہ اسمیں حقیقت **دجّالیہ** جلوہ گر ہے +

الیہ یصعد الکلم والعمل الصالح یرفعہ یعنی پاک روحیں جو نورانی الوجود ہیں خدا تعالیٰ کیطرف صعود کرتی ہیں اور عمل صالح اُنکا رفع کرتا ہے یعنے جسقدر عمل صالح ہو اسی قدر رُوح کا رفع ہوتا ہے اسجگہ اللہ تعالیٰ نے روح کا نام کلمہ رکھا یہہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ درحقیقت تمام ارواح کلمات اللہ ہی ہیں جو ایک لا یدرک بھید کے طور پر جسکی تہہ تک انسان کی عقل نہیں پہنچ سکتی روحیں بن گئی ہیں اسی بنا پر اس آیت کا مضمون بھی ہے وکلمتہ القاہا الی مریم اور چونکہ یہہ سرّ ربوبیّت ہے اس لئے کسی کی مجال نہیں کہ اس سے بڑھ کر کچھ بول سکے کہ کلمات اللہ ہی بحکم و باذن ربّی لباس روح کا پہن لیتے ہیں اور انہیں وہ تمام طاقتیں اور قوتیں اور خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں جو روحوں میں پائی جاتی ہیں اور پھر چونکہ ارواح طیبّہ فنا فی اللہ ہونے کی حالت میں اپنے تمام قویٰ کو چھوڑ دیتے ہیں اور **اطاعت الٰہی** میں فانی ہو جاتی ہیں تو گویا پھر وہ رُوح کی حالت سے باہر آ کر کلمات اللہ ہی بن جاتی ہیں جیسا کہ ابتدا میں وہ کلمۃ اللہ تھے سو کلمۃ اللہ نام سے ان پاک روحوں کو یاد کرنا ان کے اعلیٰ درجہ کے کمال کی طرف اشارہ ہے سو انہیں نور کا لباس ملتا ہے اور اعمال صالحہ کی طاقت سے انکا خدا تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔

مالک یوم الدین اللہ تعالیٰ کا وہ اسم ہے جو تمام تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنیاد ہے اسی اسم کا فطرتی نقش ہر ایک بشر کو ارادہ بد کے وقت خود بخود دھمکاتا اور ڈراتا اور نیک ارادہ کیوقت شاباش کرتا ہے جب کوئی انسان بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اندر ہی اندر سے طرح طرح کے خوف اور دغدغہ پیدا ہوتے اور اکثر بدفعلی سے اسکو بچا دیتے ہیں لیکن اگر ایک دفعہ انسان گستاخی کے طور پر اس اندرونی تنبیہ اور الارم کی کچھ پرواہ نہ کرے تو دوسری دفعہ میں اس کی دلیری اور زیادہ ہو جاتی ہے حتیٰ کہ رفتہ رفتہ ایک قسم کی متواتر بدکاری سے انسان ایسا سیاہ باطن اور دلیر ہو جاتا ہے کہ پھر اندرونی فہمائش کی طرف خیال تک نہیں آتا یہہ مالک یوم الدین الرحمن الرحیم کا خاص فضل ہے کہ چونکہ اُس نے ایک روز انسان سے اس کے اعمال اور افعال پر پوری پوری بازپُرس کرنی ہے اس کے پہلے سے ہی نیکی یا بدی کا علم اُس کی فطرت میں ڈال دیا ہے تاکہ انصاف کے وقت بریّت یا غیر بریّت کے واسطے حجّت ہو سکے +

انسان جس کے اندر ہزارہا قسم کی جسمانی اور روحانی طاقتیں رکھی گئیں ہیں اور جسم اور روح کے واسطے علیحدہ علیحدہ قسم کی غذائیں مقرر فرمائی گئی ہیں جبتک وہ اپنی جسمانی لیاقتوں اور طاقتوں کو کام میں نہیں لائیگا اوسوقت تک اوسکو جسمانی رزق نہیں مل سکتا۔ اور جسوقت تک اپنی روحانی حواس اور قویٰ کو کام میں نہیں لائیگا اُس وقت تک اُس کو رُوحانی رزق حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کھانے اور پینے کے اُس کے جسم کو غذا پہنچ جائے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ بلا کاشتکاری کے اناج کاٹلے تو یہہ خیال ہی باطل ہے اگر کوئی چاہے کہ بلا حمد الٰہی کے اُس کی رُوح تازہ اور ترقی پر رہے تو یہہ محال ہے۔ چونکہ انسان کو تمام حیوانات کی نسبت جسمانی اور رُوحانی قویٰ بدرجہا زیادہ دئے گئے ہیں۔ اس لئے اُسکو سب سے زیادہ محنت اُٹھانی پڑتی ہے۔ تمام دینی معاملات میں خداداد عقل اور قابلیّت کو کام میں لگانا اُس کا فرض ہے۔ محض زبانی یا رسمی طور کی عبادت اور ذکر اذکار سے کی رُوح کی پرورش نہیں کر سکتے کیونکہ روح کی زندگی روحانی قویٰ کی محنت پر منحصر ہے جیسا کہ جسم کی پرورش جسمانی قویٰ کی کارگذاری اور محنت پر اگر کوئی غذا کا نام لیتا رہے یا اُس کے تصوّر میں بیٹھا رہے تو اُس کے جسم کی کچھ پرورش نہیں ہو سکتی ایسا ہی اگر کوئی شخص زبان یا ہاتھ پاؤں سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور رکوع و سجود میں معروف رہے۔ تاوقتیکہ اُس کی روح مشغول نہ ہو اسوقت تک روحانی ترقیات حاصل نہیں ہو سکتیں۔

علیہم الصلوٰۃ من ربہم و رحمۃ واولئک ہم المھتدون یہ آیت صابرین کی نسبت ہے جو لوگ مصیبت کے وقت یہہ کہکر چپ ہو رہتے ہیں کہ ہم اللہ کے واسطے ہیں اور جو کچھ ہمارا ہے وہ تمام اللہ کا ہے ہمیں اللہ کی طرف پہنچنا ہے اونپر اونکے رب کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں یعنی یہہ لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص فیوض و انعامات اور رحمت کے مورد ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رہبری اور رہنمائی اون کے شامل حال ہوتی ہے +

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ تحقیق جن لوگوں نے یہہ قرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اوس قول پر قایم ہو گئے۔ یعنی تمام اپنا حال و قال اس اقرار کے مطابق بنا لیا یعنی تمام دنیا پرستی۔ ریاکاری۔ فریب ظلم اور بدنیتی کو چھوڑ کر اللہ کی رضا پر پورے طور سے قایم ہو گئے۔ اوسی کو اپنا رزاق قرار دے لیا کبھی کسی خوف اور اندیشہ سے اونکا دل اس ایمان اور یقین سے متنزلزل نہیں ہوا اون لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف مت کرو اور غم مت کھاؤ اور جس بہشت کا تمکو وعدہ دیا گیا تھا اس کی بشارت لو اور ہم دنیا و آخرت میں تمہارے رفیق ہیں۔

تنزل ملائکہ کا ایک عجیب سلسلہ ہے جو رویائے صادقہ مکاشفات اور الہامات کی صورتیں ہمیشہ متقی اور مومن لوگوں پر ظاہر ہوتا رہتا اونکو ہر قسم کے خوف اور حزن سے نجات دیتا اور دُنیا میں ہی بہشتی زندگی کے سامان پیدا کر دیتا ہے +

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلہم یرشدون جب کوئی پکارنے والا مجھکو پکارتا ہے تو میں اُس کی پکار کو سنتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ مجھ سے دعا مانگا کریں اور مجھپر ایمان رکھیں تاکہ رشد حاصل کریں

عام واقفیت بڑھانیوالی خبریں

بڑے بڑے طبیبوں کا جنہوں نے کسی خاص مرض کی تحقیقات میں شہرت حاصل کی ہے قول ہے کہ جو مرد اپنی موچھوں کو برابر بل دیتے رہتے یا ناخون کاٹتے رہتے۔ یا چلنے میں اپنی چھڑی گھماتے جاتے یا بھویں سکیڑتے اور پیشانی پر شکن ڈالتے رہتے یا بیٹھنے میں ایک پاؤں کا تلوا دوسرے پاؤں کے اوپر رکھتے۔ یا لکھتے وقت غیر ضروری الفاظ کے نیچے خط کھینچتے جاتے۔ یا جو مرد یا عورت چھاتا سیدھا لگا کر چلتے یا پانی برستے میں کہیں نہیں رکتے۔ بلکہ چھاتے کو اپنے چہرے کے آگے لگا کر چلتے جاتے ہیں۔ وہ یقیناً یا تو نصف دیوانہ ہو چکے یا کسی وقت ضرور دیوانے ہو جائینگے +

مسٹر جے۔ بے۔ ہکس ساکن لندن ایک ایسا آلہ فروخت کرتے ہیں جو مختلف کمروں میں لگ سکتا ہے اور اگر کسی کمرے میں رات کو آگ لگ جائے تو اسکے ذریعہ سے فوراً اطلاع ہو جاتی ہے آگ لگتے ہی اس آلہ سے ایک گھنٹی بجتی اور لوگوں کو ہوشیار کر دیتی ہے یہہ آلہ خصوصاً رات کی آتشزدگی کیلئے بہت مفید ہوگا۔ کیونکہ اکثر رات کو سوتے میں ایسے حادثہ کی خبر نہ ہونے کے باعث علاوہ مال و اسباب کے بہت سی بیش قیمت جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں +

دو مشہور عالم طبیبوں نے بولوگنا کی مدرسہ سائنس کو اطلاع دی ہے کہ انہوں نے مرض نمونیا کے جرم دریافت کرلئے ہیں جو بہت جلد بڑھ جاتے ہیں۔ وہ یہہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے خرگوش کے خون کے پانی کو پچکاری کے ذریعہ سے ایسے مریض کے جسم میں داخل کرکے اجرام کو فنا کرنے میں بھی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ پیرس کے پاسٹیور انسٹیٹیوٹ کے ڈاکٹر مارگورک نے جو مرض دق کے علاج کی پچکاری دریافت کی ہے۔ اور جس کے تجربہ میں وہ کامیاب بھی ہوئے ہیں بہت ہی درست ایجاد ہے۔

بعض جانوروں کے دانت ہمیشہ بڑھتے رہتے ہیں ایسے جانور چوہے اور گلہری ہیں۔ انسان کے دانت بھی ایک قسم کی نرم جگہ سے نکلتے ہیں جو دانتوں کے بڑھ جانے کے بعد باقی نہیں رہتی مگر چوہے کی دانتوں کی نکلنے کی جگہ ہمیشہ نرم رہتی اور اسمیں ایسا مادہ جمع رہتا ہے جس سے دانت بڑھتے رہتے ہیں۔ اسلئے چوہا برابر کچھ نہ کچھ کترتا ہی رہتا ہے تاکہ اُس کے دانت گھسنے کے باعث اپنی اصلی لمبائی تک قائم رہیں +

سب سے بڑی تتلیاں جزیرہ موقلکا میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے پرندوں کے سے پر ۱۲ انچ چوڑے ہوتے ہیں +

ایک فرنچ سائنس دان کی رائے ہے کہ اگر پودوں کی جڑوں میں گلیوکوز یا گلیسرین لگا دی جائے تو اُس درخت کے بڑھاؤ کی ترقی ہوتی ہے ابھی تھوڑے ہی دن گذرے کہ قلعہ کار کیسونی واقع فرانس میں ایک سپاہی نے پھانسی لگا کر خودکشی کرنی چاہی اُس کے ساتھیوں نے اُسے مردہ پایا مگر فوج کے ڈاکٹر نے اُسے زندہ کرنے کی کوشش کی اور آٹھ گھنٹے اُس کی زبان اور بازوؤں کو حرکت دینے کے بعد سپاہی ہوش میں آگیا۔ اور اُس کا گیا ہوا دم لوٹ آیا۔ +

ایک لیڈی کو عجب مرض ہو گیا ہے وہ دن میں نہ تو لکھ پڑھ سکتی اور نہ اور کوئی کام کر سکتی ہے جو نظر کے پاس سے کیا جائے۔ اُس کی نگاہ دن کی یا گیس روشنی میں کم ہوتی جاتی ہے۔ مگر رات کو دیکھنے کی طاقت اسمیں بڑھتی جاتی ہے۔ جوں جوں اُس کی نگاہ دن میں گھٹتی جاتی ہے۔ توں توں رات میں بڑھتی جاتی ہے۔ یہ حالت اُس کی اُس وقت سے ہو گئی ہے جبکہ گذشتہ موسم گرما میں ایک حادثہ میں اُس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی تھی +

ماہوار با تصویر رسالۂ دلچسپ کا اجراء

اہل ملک تو اردو اخبارات اور رسالوں کی نا قابلیت اور بے بضاعتی کے شاکی ہیں اور اردو اخبارات ملک کی ناقدردانی کا گلہ کرتے ہیں سچ پوچھیئے تو حقیقت میں دونو طرف کا گلہ شکوہ ایک حد تک واجبی ہے۔ لیکن پھر بھی ملک میں ایسے اردو اخبارات اور رسالے موجود ہیں جو اپنی قابلیت کی وجہ سے ممتاز اور معزز سمجھے جاتے ہیں اور ملکی قدردانی بھی اون کے خیر مقدم میں دن بدن ترقی کا قدم بڑھا رہی ہے +

ہم نے اس شکوہ و شکائیت کا فیصلہ کر دیا ہے:

"دلچسپ" ایک ایسا ماہوار رسالہ جاری کیا جاتا ہے جو عدیم المثال قابلیت اور خوبی کے لحاظ سے ملکی قدردانی کے لئے خصوصیت کے ساتھ بہت بڑی گنجائش پیدا کرے گا۔ اور کمی قیمت کی وجہ سے کثرت اشاعت کے میدان کو بہت کچھ وسعت دیگا دلچسپ میں تمام دنیا کی دلچسپیاں موجود ہونگی۔ یہہ لٹریچر کی اعلیٰ خوبیوں کے ساتھ مضامین ذیل کا مخزن ہوگا۔ علمی۔ اخلاقی۔ سوشیل۔ پولٹیکل آرٹیکل۔ سوانح عمریاں مشاہیر عالم کے تذکرے اور تصاویر۔ تاریخی واقعات اور اُن کے مرقعے۔ تجارتی اور صنعتی حالات۔ طبی مضامین۔ جدید تحقیقاتیں۔ نئی علمی ترقیاں۔ سائنس کے کرشمے۔ تازہ معاملات اور مشہور مقامات کے فوٹو۔ عجائبات عالم۔ مختلف ممالک مختلف اقوام کی رسوم و عادات زنانوی معاملات۔ دلچسپ سٹوریاں (حکایات) جدید تصنیفات اور تالیفات پر ریویو۔ شائستہ مگر دل پسند مذاق۔ اعلیٰ درجہ کی نظمیں پرانی شاعری کے منتخب نمونے۔ مذاقی نظمیں مشاہیر عالم کے اقوال۔ ضرب الامثال۔ عام واقفیت ناظرین کے استفسارات۔ انعامی مقابلے۔ روئے زمین کی چیدہ چیدہ خبریں۔ مفید اشتہارات وغیرہ +

تصاویر کا حصہ قابل دید ہوگا +

ان تمام خوبیوں کے ساتھ لکھائی چھپائی کاغذ ایک سے ایک بڑھ کر ہونگے۔ اور پیسہ اخبار کے برابر (۱۸×۲۲ $\frac{1}{4}$) ۴۴ صفحوں کا ماہوار ہر مہینے کی بیسویں تاریخ کو شائع ہوگا قیمت سالانہ مع محصولڈاک صرف ایک روپیہ (عہ) ہوگی +

دلچسپ ایک ایسا رسالہ ہوگا جسکے فائل دلچسپیوں کا ہمیشہ زندہ رہنے والا مجموعہ ہونگے +

پس کوئی وجہ نہیں کہ

دلچسپ کی ماہوار اشاعت بیس پچیس ہزار نہ ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اردو اخبارات کی ناقابلیت اور بے بضاعتی کی شکائیت درست ہے، یا ملکی ناقدردانی کا شکوہ بجا ہے +

درخواستیں بنام منیجر دلچسپ امرت سر کے آنی چاہئیں۔

آمد جوش انسکلوپیڈیا
بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

نام	پتہ	چندہ	نام	پتہ	چندہ
منشی محمد یوسف	مردان	عہ	محمد اکرم بیگ	ستاسی کوہاٹ	۲ر
مرزا امیر اکبر	"	"	حافظ فتح الدین	مرار	سے ر
مرزا امیر احمد	"	۴ر	منشی احمد دین	گجرانوالہ	۸ر
بابو جمال دین	"	عہ	منشی عبدالخالق	بخاری	"
ہمزاللہ خاں	"	۲ر	جماعت	پشاور	۹ر
جماعت	جموں	۱۵آر	بابو اسمٰعیل	لمبا گاؤں	۲ر
منشی گلزار محمد	گڑھ شنکر	۴ر	بابو وزیر دین	سجانپور	۸ر
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل	"	۴ر	بابو برکت علی	نہر جہلم	"
سید جلال	بربرہ	عما	میاں میران بخش	"	عہ
مستری عبدالصمد نہر جہلم		۸ر	میاں برکت علی	رنیل	۴ر
			بابو نذیر الدین صاحب	بھاموں	للعہ ۹ر

عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقعہ ملا تھا کہ میں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر استرہ مار دیتا مگر میں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھہر جائے گا اور والدین کے حقوق کیطرح اسکے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون سزا ہی تو اسے روکتا تھا مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگانے یا اپنے ہمسایہ کا مال چرانے سے رک گیا ہے تو کیا اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بیگناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچہ کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دیکر جہنم تک پہونچائے گی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جنکو انھوں نے کوئی ضرر نہیں پہونچایا۔ لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا انکی بزرگی کے اثبات کے لیے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہییں کہ کبھی انھوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی چوری نہیں کی کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا ڈاکا نہیں مارا کسی بچہ کا گلا نہیں گھونٹا حاشا وکلا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہو سکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً اگر میں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیک نام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لیے بہکا کر لے گئے تھے اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں میں زید کی ایک طریق سے ازالہ حیثیت عرفی کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے پاک نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلاشبہ انکی ایک سخت مذمت ہے اور اسی بات کو انکا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کیطرح ناجائز تکالیف عامہ سے انھوں نے اپنے تئیں بچایا ان کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے اول تو بدی سے باز رہنا جسکو معصومیۃ کہا جاتا ہے کوئی اعلیٰ صفۃ نہیں ہے۔ دنیا میں ہزاروں اس قسم کے لوگ موجود ہیں کہ انکو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون کریں یا شیر خوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لیجائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترک شر کیوجہ سے لوگوں کو اپنے محسن ٹھہراتے جائیں اور انکو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترک شر کے لیے جسکو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں ہر ایک کو یہ لیاقت حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لیکر اور لنگوٹی باندھ کر کسی کوچہ میں گھس جائے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جائے اس قسم کی مشقتیں نبیوں کو کہاں ہیں اور بغیر لیاقت اور قوۃ کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زناکاری بھی قوت مردی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے۔ بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں۔ تلوار چلانے کے لیے بھی بازو چاہیے اور کچھ انکل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوۃ بھی۔ بعض ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکا مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں۔ اب ایسا تھا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پرثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا اس نے اس باغ کا اسلیے بے اجازۃ پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اسلیے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا پچاس محافظ باغ میں موجود تھے اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بےعزۃ ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیۃ معصومیۃ پیش کرنا اور دکھلانا کہ انھوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترک ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کے ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچہ کا دو چار آنہ کی طمع کے لیے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جنھوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔

جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیے کہ محض ترک شر کے پہلو سے اسکی بزرگی کا وزن کریں۔ کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے محض شرارۃ سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مر جاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی انسان کو انھوں نے نہیں پہونچایا تھا بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لیے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اسکے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اسکے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جسکو پیش نظر رکھکر حضرۃ مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلعم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیے۔ مثلاً سخاوت فتوۃ مواسات حقیقی حلم جسکے لیے قدرۃ سخت گوئی شرط ہے حقیقی عفو جسکے لیے قدرۃ انتقام شرط ہے حقیقی شجاعۃ جسکے لیے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے حقیقی عدل جسکے لیے قدرۃ ظلم شرط ہے حقیقی رحم جسکے لیے قدرۃ سزا شرط ہے اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لیے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیے نہ صرف ترک شر میں جس کا نام عیسائی معصومیۃ رکھتے ہیں کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انھوں نے چوری ڈاکا وغیرہ کا موقع پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرۃ مسیح کا یہ فرمانا کہ "مجھے نیک مت کہہ" یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیے تھا۔ پس جو لوگ عیسائی صاحبوں سے مناظرہ کرتے ہیں یا عیسائی صاحبوں سے انکو سابقہ پڑتا ہے انھیں چاہیے کہ وہ اس اصول پر اپنے گفتگو کریں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالات ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرۃ کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے۔ جب اس طریق پر اپنے گفتگو شروع کی جائیگی تو یقیناً وہ بھاگیں گے کیونکہ عیسائیت اس اصل اور محک پر یسوع مسیح کو پورا اتار نہیں سکتے چنانچہ جب حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کے لاٹ پادری یعنی بشپ صاحب کو دعوۃ دی تو آخر ان کو رکیک حجتوں اور بیہودہ عذروں سے اس میدان کو ٹالنا ہی پڑا۔ پس یہ ایک زبردست ہتھیار ہے ان لوگوں کے لیے جنکو عیسائی حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور یہ خطا نہ کرنے والا حربہ ہے۔

حفظ صحت اور اسلام

نمبر دوم

بعض اپنی سُستی اور نادانی سے اپنے جسم۔ کپڑوں یا مکان یا محلہ کو غلیظ اور متعفن رکھتے ہیں۔ بعض غلیظ یا ناقص ہوا میں رہتے۔ یا ناقص پانی استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً بڑے شہروں میں نیچے کی منزل پر اقامت رکھتے ہیں۔ حالانکہ نشیب میں عفونتیں زیادہ ہوتی ہیں بیشمار اشخاص متعدی اور وبائی امراض سے جو احتیاط لازم ہیں از روئے جہالت یا سرکشی ان کی پابندی نہیں کرتے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صدہا وبائی امراض انسان کی بدعملیوں کی وجہ سے قہر الٰہی کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں جو بنی نوع کو سخت ہراس اور گریہ وزاری میں ڈال کر کچھ عرصہ کے بعد خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ تاہم اُن کے لئے ظاہر اسباب ضرور ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکے دفیعہ کیلئے انسان کوشش کر سکتا ہے حدیث شریف میں وارد ہے کہ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ۔ پھر کسی مرض کو انسانی تدبیر سے باہر سمجھنا سراسر عقل اور دین کے خلاف ہے۔

اس عالم کا نام دانشمندوں نے عالم اسباب اس بنا پر رکھا ہے کہ اس میں ہر ایک واقعہ خاص خاص اسباب کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ہاں ہر ایک واقعہ کے مختلف اسباب [illegible] ہو سکتے ہیں مگر بلا اسباب کوئی واقعہ ظہور میں نہیں آتا۔ پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ یعنی ان کے واسطے تمام پاک اشیاء اور ہر طرح سے ستھری اور پسندیدہ چیزیں حلال کرتا ہے وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یعنی ان پر تمام ناپاک اشیاء حرام کرتا ہے۔ طیبات سے مراد وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں جو بذات خود پاکیزہ اور خوشگوار معلوم ہوتی اور اپنے نتائج بھی مفید اور صحت بخش ظاہر کرتے ہیں۔ برعکس اس کے خبائث وہ تمام افعال اور اشیاء ہیں۔ جو بذات خود نفرت خیز اور ان کے نتائج بھی پُر ضرر اور قبیح ہوتے ہیں۔

پس حکم ہے کہ طیبات کو اختیار کرو۔ اور خبائث سے بچو مکانات محلہ شہر۔ اور تمام گرد و نواح کو پاک و صاف رکھنا بروئے قرآن مجید اعلیٰ درجہ کی نعمتوں میں سے ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لِيُطَهِّرَكُمْ (یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اُتارا تاکہ تمہیں اور تمہاری بستیوں کو پاک صاف کر دے) ہم دیکھتے ہیں کہ جب بارش ہوتی ہے تو وہ تمام درختوں اور مکانات کی بیرونی سطح کو کیسے صاف کر دیتی ہے زور کی بوچھاڑ تمام جمے ہوئے گرد و غبار اور میل کچیل کو دھو ڈالتی ہے پھر گلیوں اور نالیوں سے پانی زور اور افراط کے ساتھ بہتا ہوا مہینوں کی غلاظت اور گندگی کو بہا کر لے جاتا ہے۔

بارش کی پُر زور دھار کس طاقت کے ساتھ اپنا کام کرتی ہے۔ کیا کوئی انسانی طاقت یا انجن ہے کہ اس افراط سے اسقدر بلندی۔ اور اس زور شور سے پانی برسا دے جو تمام سطح زمین اور نالیوں وغیرہ کو دُور دُور تک دھو ڈالے۔ اور تمام غلاظتوں کو خود بخود اُٹھا کر بہاتے ہوئے کوسوں کے فاصلہ پر لیجا کر گرا دے۔ ایک شہر کو تمام نیچے اور اوپر سے کامل طور پر دھو ڈالے۔

الغرض بارش کے بیشمار فیضان میں سے ایک یہہ بھی قابل شکر فیض ہے کہ تمام بستی اور گرد و نواح کی زمین کو ایسی عمدگی اور کمال کے ساتھ صاف کر ڈالتی ہے کہ کوئی میونسپل کمیٹی اوس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتی۔ اگر کروڑہا کروڑ روپیہ صرف کئے جا کر صدہا انجن ایک ملک پر لگائے جائیں تو وہ صفائی کے لحاظ سے ہرگز اسقدر کام نہیں دے سکتے۔ جو دو چار گھنٹہ کی بارش کر جاتی ہے پس یہہ اُس سینی ٹری کمشنر حقیقی کا خاص انتظام ہے جو اُس کے تقاضا رحمانیت و ربوبیت سے ہمیشہ نوع انسان کیلئے موجود ہے جس کے لئے کوئی ٹیکس یا محصول قائم نہیں کیا گیا سوائے اس کے کہ انسان خود اپنی روحانی ترقیات کے لئے اوس ذات باری کے انعامات کو یاد کرے اور اُن کا شکریہ ادا کرتا رہے۔

پس جبکہ بارش صفائی کیلئے ایک خاص انتظام ہے اس لئے بستیوں کا اونچی سطح پر ہونا ضروری ہے تاکہ تمام غلاظت جو بارش کے پانی سے دھولی جاتی ہے [illegible] بستی کے قریب نہ ہونے چاہئیں تاکہ متعفن ہو کر بارش کی صفائی کنندہ طاقتوں کو زائل نہ کر سکیں۔ اور کوئی نشیب بستی کے قریب ایسا نہ ہونا چاہئے جس میں شہر کی غلاظتوں سے لدا ہوا پانی جمع ہو۔ اس اختصار کی تفصیل یہہ ہے کہ تمام نباتی و حیوانی اشیاء مثلاً گھاس کے پولنس لید گوبر وغیرہ جنکے انبار اکثر دیہاتوں اور شہروں کے اندر دیکھے جاتے ہیں جب اون پر بارش پڑتی ہے تو یہہ سڑ کر فاسد اور خراب بنا دیتے ہیں۔ ساتھ ہی بارش کا پانی اُن کی غلاظت کو حل کر کے زمین کے اندر سرایت کرتا ہوا چاہات میں پہنچ جاتا۔ اور تمام پانی کو غلیظ اور فاسد کر دیتا ہے۔ گویا کہ کوڑی ہائے کی موجودگی سے بارش کے بعد ہوا اور پانی دونوں خراب ہو جاتی ہیں جو نشیب آبادی کے قریب ہوتے ہیں ان میں بارش کا پانی جمع ہو جاتا اور طرح طرح کی نباتی و حیوانی اشیاء اُس کے اندر سڑ کر ہوا کو خراب کرتی ہیں۔ یہ تمام حضرات انسان کی پیدا کردہ خرابیاں ہیں جن سے وہ خود اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ اسی واسطے وہ حکیم مطلق قرآن میں ارشاد فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ پ ۲ - ع ۲۴

بارش اور اور طرح سے بھی تمام ہوا کو صاف کرتی ہے ایک تو تمام گرد و غبار اور فاسد ہوا اُوپر کو اُٹھا کر ساتھ زمین پر لے آتی۔ اور کرہ ہوا کو اُن سے صاف کر دیتی ہے کیا کوئی انجن ہے جو تمام ہوا کو اسطرح صاف کر سکے۔

دوئم۔ بارش کے بعد جابجا سبزہ پیدا ہو کر ہوا کے کاربانک ایسڈ وغیرہ فاسد اور مضر مادوں کو کھا جاتا ہے۔

کاربانک ایسڈ گاس ایک خراب ہوا ہے جو تمام حیوانات کے سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور اکثر سڑاند میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہہ تمام حیوانات و انسان کے لئے مضر ہے مگر نباتات کی اس سے پرورش ہوتی ہے اس لئے بارش کے بعد جب تمام زمین رنگارنگ نباتات سے سرسبز ہو جاتی ہے اوسوقت اس کاربانک ایسڈ کی خوب صفائی ہوتی ہے۔

جب ہوا صاف ہوتی ہے تو اُس کے ساتھ خون بھی خوب ہوتا ہے کیا کوئی انسانی طاقت ہے جو ہوا کو اس طریق سے صاف کرے جیسے کہ باران رحمت کرتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تَصْرِيفِ الرِّيَاحِ یعنی ہواؤں کی گردش کو بڑے نشانات اور انعامات سے فرماتا ہے۔

ہواؤں کی گردش بھی صفائی کا بڑا موجب ہے ایک جگہ کی غلیظ ہوا اسی طاقت سے دُور دُور منتشر ہو کر بے اثر ہو جاتی ہے۔

پس اس قدرتی انجن صفائی سے ہم اسطرح پر فائدہ اُٹھا سکتے ہیں کہ اپنے مکانوں کو ہوادار بنائیں تاکہ تمام غلیظ ہوائیں ساتھ کے ساتھ خارج ہو جایا کریں اس سبق حفظ صحت کے سوائے تصریف الریاح میں اور بہت سے سبق ہیں جنکو دانشمند لوگ خوب سمجھتے ہیں۔

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا یعنی نرم صحت بخش ہوائیں وہی پسندیدہ ہیں۔ یہہ آیت ہمکو صاف طور پر یہ سبق سکھاتی ہے کہ اپنے مکانوں میں ہوا کے گذر اس قسم کے بنائیں کہ جب تیز ہوائیں چلتی ہوں تو خاص خاص گذروں کو بند کر کے اونکی تیزی کو نرمی میں بدل دیا جایا کرے اور انہیں یہ بھی ایک سبق ہے کہ تیز ہواؤں کے جھوکے سخت مضر ہوتے ہیں جن سے انسان کو بچنا چاہئے۔ کھانے اور پینے کے بارہ میں صاف طور پر قرآن مجید فرماتا ہے كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا۔ یعنی کھاؤ اور پیو مگر کسی قسم کی فضولیات میں مت پڑو۔ یعنی کھانا پینا تمہیں منع نہیں کسی جذبہ میں کھانا پینا ترک کر دینا اور بھوکوں مر جانا کوئی عبادت نہیں لیکن کھانے پینے میں کوئی اسراف مت کرو۔ نہ اسقدر زیادہ کھاؤ کہ جسم زائل ہونا شروع ہو جائے بیت: نہ چنداں بخور کز دہانت برآید۔ نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید۔ نہ ایسی چیزیں کھاؤ کہ جو بجائے فائدہ کے نقصان پہنچائیں اور نہ کسی قسم کی فضول عادات مثلاً شراب۔ افیون۔ پوست۔ بھنگ۔ چرس۔ پان تمباکو وغیرہ اختیار کرو۔ بلکہ جو کچھ حفظ نفس کے لئے ضروری اور لابد ہے۔ بے شک کھاؤ اور پیو۔ (باقی آیندہ)

معیار الصادق

خطبہ جو یکم مئی ۱۹۰۳ء کو حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب سلمہ ربہ نے پڑھا

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ ولو تریٰ اذ الظلمون فی غمرات الموت والملئکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن ایتہ تستکبرون۔

[illegible] جو اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہے اور دعوے کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام اترتا ہے حالانکہ اس پر کسی قسم کا خدا کا کلام نہیں اترا اور دعوے کرتا ہے کہ میں خدا کے کلام کی طرح ایک کلام نازل کر سکتا ہوں ایسے مدعیوں کے لئے ایک وقت مقرر ہے اسوقت خدا کے فرشتے اپنے ہاتھ پھیلا کر انکی روح نکالیں گے اور کہیں گے اے بے ایمانو! مفتریو! اپنی جانوں کو نکالو اس لئے کہ تم خدا پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اللہ تعالےٰ کے نشانوں سے اپنی گردنیں پھیرتے تھے۔

یہ ایک آیت ہے جو بہت ہی غور کرنے کے قابل ہے کیونکہ اس میں خدا تعالےٰ کے ماموروں۔ مرسلوں اور برگزیدہ بندوں کی سچائی اور صداقت کی شناخت کے لئے ایک معیار قائم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا بڑا ظالم بدمعاش۔ مفسد اور شریر خدا کی سلطنت میں وہ شخص ہے جو مفتری ہے اور جھوٹی وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ آیت اگر قوی تر اثر ثبوت نبوت کے لئے نہیں رکھتی تو پھر خدا تعالیٰ کی حکیم اور مبارک کتاب میں کیوں ہے؟ مگر نہیں یہ آیت عظیم الشان اثر ثبوت نبوت کے لئے رکھتی ہے اور منجملہ دیگر دلائل نبوت کے یہ زبردست دلیل ہے۔

جو لوگ انسان کے دل کی کتاب کو پڑھ سکتے ہیں اور وجدانی کیفیتوں کے آثار اور نتائج کا علم رکھتے ہیں وہ اس دلیل کو سوچ کر بہت بڑا حظ اٹھا سکتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت ان کے دل پر نقش ہو جاتی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کسطرح ایک مفتری بولتا ہے جبکہ وہ جانتا ہے کہ آسمان کے دروازے اس پر کھلے ہوئے نہیں ہیں اس کی زبان میں کیسا ضعف اور لکنت ہوتی ہے + اس کی آواز سے بزدلی اور کمزوری کا پتہ لگتا ہے۔ اس کے بالمقابل جو لوگ خدا تعالیٰ کی روح اور راستی سے بولتے ہیں ان کی زبان میں بیان میں ایک شوکت اور قوت ہوتی ہے۔ ان کے کاروبار۔ ان کے در و دیوار اُن کی گفتار و کردار سے طمانیت۔ سکون اور لذت برستی ہے۔ پس جن لوگوں کو قلب انسانی اور اسکے افعال اور آثار کے مطالعہ کا شوق ہے وہ صادق اور کاذب میں بہت جلد فرق کر لیتے ہیں اب خدا کی کتاب جو یہ آیت پیش کرتی ہے ان لوگوں کے لئے بہت بڑی روشن دلیل اور لذیذ برہان ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] حضور سے کہ کیا کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جائے؟ کس قدر پاک فطرت اور صداقت مجسم طبیعت ہے کہ اپنی نسبت باور نہیں کر سکتی کہ اس سے افترا کا گناہ سرزد ہو سکتا اس لئے کہ آپ کی پاکیزہ فطرت میں یہ مادہ ہی تھا نہیں۔

ستائیسویں سپارہ کے ابتدا میں بھی یہ آیت بیان ہوئی ہے کہ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا او کذب بالصدق یعنے دو شخص بڑے بے ایمان اور بدمعاش ہیں ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں ایک وہ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے دوسرا بے ایمان وہ ہے جو سچائی کی تکذیب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت الغرض ان دو ظالموں کو پسند نہیں کرتی ایک جو اللہ پر افترا کرتا ہے دوسرا جو مامور من اللہ صادق کا انکار کرتا ہے اور اس طرح پر اس ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹنے والا ٹھیرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو خطرناک سزا دیتا ہے۔

حقیقت میں اگر اللہ تعالیٰ کے کام اور کلام نے یہ فیصلہ نہ کیا ہوتا تو سچائی کا معیار ہی نہیں ہو سکتا تھا دنیا کی مادی حکومتیں اور سلطنتیں بھی کبھی ایسے شریروں کو پسند نہیں کر سکتیں کوئی شخص فرضی طور پر چار روپیہ کا چپراسی یا مذکوری نہیں بن سکتا۔ حالانکہ یہ بہت ہی چھوٹی بات ہے جونہی اس بات کا پتہ لگ جاوے کہ فلاں شخص نے ایسا ارتکاب کیا ہے فی الفور اسکو پکڑا جاتا اور سخت عبرتناک سزا دی جاتی ہے۔ اور اسی طرح اگر واقعی اور حقیقی مذکوری جس کے ہاتھ میں بہت ہی رشت خط اور بھدے کاغذ پر چیل کا چھپا ہوا پروانہ ہو اور کسی نمبردار کے پاس لے جاوے اور نمبردار اسکی پرواہ نہ کرے بلکہ اس کی ہتک کرے تو اس چار روپیہ کے مذکوری کی ہتک اور توہین گورنمنٹ اپنی توہین قرار دے کر اس نمبردار کو خطرناک سزا دیگی +

پس غور کرو کہ جب مادی سلطنت اور حکومت میں بھی یہ اندھیر نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص فرضی اور جعلی مذکوری تک نہیں بن سکتا اور اگر بنے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے اور اسی طرح حقیقی مذکوری کی ہتک کرنیوالا بھی سزا پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ممیز گورنمنٹ میں یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اتنا بڑا عظیم الشان دعویٰ کرے کہ میں خدا تعالیٰ کا مقرب ہوں اور مجھ پر اس کا کلام اُترتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی گرفت اور عذاب سے بچ جاوے اگر ایسا ہوتا تو پھر میں پوچھتا ہوں کہ صادق اور کاذب میں مابہ الامتیاز کیا ہوتا؟ مگر ایسا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ کی باتیں لفظی اور خیالی نہیں ہیں اگر اس میدان زندگی میں فیصلہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے وعدے خیالی سمجھے جاتے بلکہ اللہ تعالےٰ کی ہستی ہی کا ثبوت مشکل ہو جاتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ان دونوں باتوں کا کامل معیار اور نمونہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے حق و حکمت لیکر اپنے وقت پر ضرورت حقہ کے ساتھ آئے تھے ایک قوم نے آپ کی مخالفت کی۔ خطرناک منصوبے آپکی تباہ کرنیکے لئے کئے آخر وہ ہلاک ہو گئی۔ اور آپ کامیاب ہو گئے۔ کیسی نصرت ظفر اور تائیدات الٰہیہ آپ کے لئے ظاہر ہوئیں کہ ان کی نظیر آدم سے لیکر کبھی پائی ہی نہیں جاتی اور آپ کو جھٹلانے والے کیسے ذلیل اور خوار ہو کر تباہ ہوئے کہ ان کی نظیر بھی نہیں ملتی۔ آپ کا وجود آپ کا زمانہ صدق کا ایک معیار ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب کی نسبت فرمایا ہے لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر اختلاف میں جو لوگوں میں پیدا ہو فیصلہ کرنیوالی ہے۔ وہ شخص کافر اور خدا کے کلام کا ملزم ہے جو کہتا ہے کہ فلاں بات کا فیصلہ اس میں نہیں ہے۔ پس جب قرآن شریف کی یہ شان ہے تو اس لحاظ سے بھی ضرور تھا کہ راستبازی اور راستباز کا معیار قرآن شریف پیش کرتا۔ چنانچہ اُس نے یہ معیار پیش کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل ایک نمونہ ٹھہر گئی ہے اور اسی دلیل سے ہمیشہ ہر زمانے میں صادق شناخت کیا جا سکتا ہے چنانچہ آج بھی اس ہمارے زمانے میں پچیس برس پہلے ایک شخص اُٹھا اور اسی گمنام گاؤں سے جس کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ آس پاس والے بھی اسے حقیر

جانتے تھے۔ اُس نے دعویٰ کیا کہ خدا کا کلام مجھ پر اترتا ہے غیب کی خبریں مجھے دی جاتی ہیں۔ اسی طریق اور بالکل اسی طرز پر یہہ دعوی اُسنے کئے۔ براہین احمدیہ کی تیسری اور چوتھی جلد کو پڑھ کر دیکھ لیا جاوے کہ خدا تعالیٰ کی جلالت اور ہیبت سے بھری ہوئی وحی آج سے پچیس برس پہلے کی اسمیں چھپی ہوئی موجود ہے۔ جس کے آگے سچا ایمان اس طرح سجدہ کر اٹھتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کے اس کلام سنکے آگے

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس دلیل پر میں نے بہت غور کیا ہے اور ایک لذت کے ساتھ میں نے دیکھ لیا ہے کہ یہہ خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ وہ قوت بیان اور شوکت کلام جو اس کے دعویٰ میں ہے وہ کسی مفتری کے الفاظ میں ہو نہیں سکتی حضرت موعود کا خلوت میں جلوت میں تقریر میں تحریر میں بار بار کہنا کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں مفتری نہیں ہوں۔ میرے نزدیک لا انتہا معجزات اور خوارق اس کے اسی ایک جملے کے اندر موجود ہیں۔ اپنی صداقت اور ماموریت پر کیسا الیقین اور بصیرۃ ہے کہ مخالفوں کی مخالفت کی پروا نہیں کرتا کسی تکلیف اور مصیبت سے نہیں ڈرتا اور پکار کر کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ یہہ دعویٰ چھوٹا سا دعویٰ نہیں معمولی آدمی جو مفتری ہو وہ نہیں کرسکتا۔ اسکے دعویٰ میں یہہ قوت، یہ شوکت کہاں دل بھر اٹھتا ہے جب آدمی اس امر کا بھی تصور کرے کہ خدا پر افترا کرسکتا ہے۔ میں اس [illegible] آواز سے اور تلوار سے بھی زیادہ تیز زبان کے ساتھ جو گویا سان پر لگائی گئی ہے بولتا ہوں۔ میرا دل مجھے کبھی اجازت نہیں دیتا کہ میں لکھدوں کہ میں خدا کی طرف سے امور ہو کر آیا ہوں پھر یہہ سوچ کر وہ شخص کیسا خدا سے بیخوف [illegible] ہے جو یہہ کہتا ہے من اظلم ممن افتری علی اللہ [illegible] میں حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ کی جتنیں نصرتیں اور برکات اس پر آن کی آن میں بارش کیطرح برستی رہیں ہزاروں ہزار مرتبہ سن چکا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں اور بارہا آپ نے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں اسکی طرف سے آیا ہوں۔ میری روح لذت کے ساتھ بھر جاتی اور یہہ نقرہ سیراب کرتا ہوا میرے دل پر اترتا ہے جب میں اس کے مُنہ سے سنتا ہوں مبارک ہونٹوں کا ان الفاظ کے کہنے کے لیئے ہلنا ہی ہزاروں ہزار دلائل میرے سامنے پیش کر دیتا ہے اور ایک جرار لشکر نشانات اور معجزات کے اس ایک جملہ کے ساتھ اُترتا ہوا دیکھتا ہوں مجھے یاد ہے کہ ایک بار ہندوستان سے ایک شخص نے خط لکھا کہ میں آپسے دلیل نہیں مانگتا آپ کو اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آپ صرف اپنے ہاتھ سے لکھدیں کہ کیا آپ وہی مسیح موعود ہیں جسکی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ حضرت نے قلم لیکر خدا کی قسم کھا کر لکھا کہ میں وہی ہوں جسکا وعدہ کیا گیا تھا اگرچہ میں آپکی اس تحریر سے پہلے بھی علی وجہ البصیرۃ آپ کو سچا پیغمبر اور مرسل مانتا ہوں لیکن اس تحریر کو پڑھکر ایک حالت وجد مجھہ پر تھی اور میں سرور سے بھرا ہوا تھا۔ کسقدر بصیرۃ اور شعور اسکو اپنی سچائی پر ہے۔

میں بارہا انسانی فطرت کے عجائبات پر توجہ کرتا ہوں کہ ایک فطرت اس قسم کی بنائی گئی ہے کہ وہ ان الفاظ ہی کو سنکر کہ میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں ایک لذت کے ساتھ اسکی سچائی پر ایمان لاتی ہے اور ہونٹ ہلنے کے ساتھ ہی دلائل کا ایک لشکر اترتا اُسے دکھائی دیتا ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جو ان پاکیزہ پر ہیبت الفاظ کے مقابل میں جھوٹا کہتے ہیں اللہ الکریم تیری چشم بندی بھی عجیب ہے! خیر یہہ تو ہمارے قلب کی باتیں ہیں جو ان لوگوں کے لئے لذیذ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے دروازے کھلے ہیں + مگر یہاں تو وہی ثبوت موجود ہے جو اصدق الصادقین ہادی کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے موجود ہے۔ آج سے پچیس برس پہلے یہی دعوی ایک شخص نے جب کہ کوئی شخص اُسے جانتا ہی نہ تھا۔ اور وہ ایک گمنام چھوٹی سی کوٹھڑی میں بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی یہہ وحیاں لکھتا ہے لیکن آخر کار . . . وہ رائی کا دانہ جو اسوقت بالکل بے حقیقت اور لاشئے محض سمجھا جاتا تھا آج عظیم الشان پہاڑ ہے جسکی غاروں اور دامن میں لاکھوں لاکھ انسان زمانہ کی آفتوں اور دستبرد اور فتنوں سے بچنے کے لئے پناہ لے رہے ہیں کیا کبھی کسی مفتری کے ساتھ اس قسم کا واقعہ ہوسکتا ہے؟ یہ خدا تعالےٰ کا نشان ہے؟

[illegible] تک ایک مفتری بھی دعوی کرکے زندہ رہ سکتا اور کامیاب ہوسکتا ہے؟ یہہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرکے خیالی اور فرضی الہام گھڑ کر شایع کرے اور دنیا بھی [illegible] کرے اور دوست و دشمن نے اپنی کمانوں [illegible] اس کے لئے تیر چھوڑے ہوں اور پھر وہ عزت کی صدر پر بیٹھا ہو! کبھی نہیں۔ اگر ایک مفتری علی اللہ جو ظالم ترین شخص ہے خدا کی بادشاہت میں باغی اور بدمعاش ہو کر بھی عزت پاسکتا ہے تو پھر حق و باطل میں امتیاز کیا رہا۔ اس قسم کا اعتقاد کفر اور بیدینی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور کامیابی پر حملہ کرنا ہے۔ مجھے کسی ایسے مفتری کی نظیر دکھاؤ کہ جسنے فکیدونی جمیعا کہا ہو کہ اپنے تصوف۔ اپنے علم اپنے مال و دولت اپنے مشایخ اپنے صوفیوں بہادروں عالموں اپنے دعاگوؤں اور نیم شبی وظیفے کرنیوالوں غرض سب کو جمع کرو اور پھر زن طلاق ہے تم پر اگر مجھے مہلت دو اور دیکھو کہ انجام کیا ہوتا ہے؟ اور آخر وہ کامیاب ہوا ہو + کبھی نہیں بجز صادق کے کون اس جرأت اور دلیری سے بول سکتا ہے۔ اسی طرح اسی رنگ میں اس خدا کے مسیح نے اپنے مخالفوں کو للکارا کہ اے صوفیو! اے عالمو! اے مرشدو اے نحویو! اے سجادہ نشینو۔ خواہ سُہروردی ہو چشتی ہو نقشبندی ہو قادری ہو کوئی ہو تم اپنی دعاؤں سے اپنی تدابیر و مکاید و حیل سے اپنے ہر قسم کے حیل سے غرض جو کچھ تم سے ہوسکتا ہے میرے مقابلہ میں خرچ کرو۔ اور پھر دیکھو **خدا میرے ساتھ ہے۔**

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے یہہ بہت دلیل ہے افسوس اس آنکھ پر جو اس دلیل کو یونہی دیکھے اور گذر جاوے اور افسوس اس دل پر جو اسپر نہ سوچے۔ غرض یہہ ایک معیار ہے صادق کی شناخت کا کہ وہ کبھی اللہ تعالیٰ پر افترا کرکے کامیاب نہیں ہوسکتا اور اسقدر عرصہ دراز تک جو زیادہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تبلیغ تک پہنچ سکتا ہے یعنے ۲۳ سال کبھی مہلت نہیں پاتا +

دوسری طرف وہ ظالم ہے جو اس صادق کو جھوٹا کہتا ہے جو اس معیار پر صادق ثابت ہو جاوے۔ اس خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے دشمنوں اور مکذبوں کی فہرست تلاش کرو اور اُن کے انجام پر نگاہ کرو +

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں ضعیف ترین مخلوق ہوں محض اُس کے فضل سے ہاں اسی کے فضل سے کھڑا ہوا ہوں اور اسی کے سلسلے کی غیرت ہے جو مجھ میں قوت پیدا کر رہی ہے اور میں بول رہا ہوں اور صرف اس لئے یہہ باتیں سناتا ہوں کہ شاید میرے جیسا کوئی دل ہو اور اسمیں نور آپڑے۔

سب سے اوّل براہین کے وقت جن لوگوں نے مخالفت شروع کی لودہانہ کے چند مولوی عبدالعزیز وغیرہ تھے اور ایک تصوری مولوی غلام دستگیر نے سخت مخالفت کی اور کفر کے [illegible] کہاں ہیں؟ انکی خاک بھی نہ ملے گی مگر یہہ انکا تکذیب کیا ہوا کس برکت اور شان کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ مسیح موعود کے دعوے کے خلاف بٹالہ سے مولوی محمد حسین شیر کی طرح گرجتا اور غراتا ہوا اٹھا اس نے اپنی جگہ دعویٰ کیا کہ میں اسکو گراؤں گا۔ سارے ہندوستان میں اُس نے شور مچایا کہ اے مسلمانوں خبردار ہو جاؤ ایک دجال اور مفتری آیا ہے اے گورنمنٹ تو بھی ڈر جا۔ غرض جہانتک اس سے ممکن ہوا۔ اُسنے کیا۔ آتشبازی کے چکر کی طرح وہ پھرا۔ اور غرض اس کی یہی تھی کہ اس درخت کو جو ابھی نکلا تھا۔ جڑ سے اکھاڑ پھینکے۔ مگر جو انجام ہوا وہ سب کے سامنے ہے یہہ خدا تعالیٰ کا معظم مکرم و مبدان قبولیت پاتا گیا اور خلقت کا رجوع اُسی کی طرف بڑھتا گیا اور وہ جو [illegible] اس برگزیدہ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا مگر آج لاکھوں لاکھ ہیں۔ یہہ نشان ہیں ان کی قدر کرو۔ واویلا اس قوم پر جس نے ان کی قدر نہیں کی اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو توفیق دے کہ وہ اس کی قدر کرنے والے ٹھہریں + اور جب کہ اس کشتی پر بٹھایا ہے تو اپنے فضل سے بیڑا پار کر دے۔ ایسا نہ ہو کہ منجدھار میں کشتی پہنچے اور اُلٹ دے۔

میرے دوستو! خدا کی کشتی ایک حکیم کی کشتی ہے اگر باطن میں کوئی قوم کو داغ لگانے والا ہے تو وہ عین منجدھار میں کان سے پکڑ کر سمندر میں غرق کر دیا جاوے گا۔

پس تم اپنے چال چلن سے ثابت کرو کہ مسیح موعود کے

خادم ہو ... تعالیٰ ہم سب کو شہداء علی الناس بنادے دنیا میں ... کی توحید پھیلے محمد رسول اللہ ... لا شریک ... کی عزت کے لئے تم نے اس معبود کو ... قوم ... ہے جنہوں نے مسیح ابن مریم کو خدا بنایا تھا۔ اپنے عمل سے قرآن کریم کی عزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کو ظاہر کرو دعاؤں میں لگے رہو ایسا ... کا دروازہ بند ہو جاوے چاہیے کہ لوگ ... کو دیکھیں ... اور ... دلوں میں قائم ہو۔

آمین

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

شرح صدر فرمایا شرح صدر والے کو اللہ پر ایمان ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ ذکر ... بہادر ہوتا ہے۔ آنکھ ... کی طرف ... اور زبان لغو کی طرف نہیں جاتی اسکی دوستی اور دشمنی اللہ کے واسطے ہوتی ہے ... واسطے ... وہ مخلوق پر احسان کرتا ہے۔ دانا ہوتا ہے ... اور ... بند سے مبرا ہوتا ہے۔

... اور آنحضرت اور شرح صدر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ... رب اشرح لی صدری کی دعا خود کی ... اور اللہ تعالیٰ نے ... شرح صدر چاہا ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ... ارشاد ہے الم نشرح لک صدرک غور کرو اس سے ... کیسی فضیلت اور بزرگی ثابت ہوتی ہے۔

انسان کا جب ایمان کامل ہو جاتا ہے تو اسکے اعضا میں بھی طاقت آجاتی ہے جو غیر مشروع چیزیں ہوتی ہیں ان کو دل سے برا جان لیتا ہے اس کی فطرت میں بدیوں سے مقابلہ کرنے کی قوت آجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں بڑے بڑے لوگوں کا حال اسواسطے درج فرماتا ہے کہ تا انسان ان کے حالات پڑھ سنکر خود بھی ان کے نمونے پر چلنے کی خواہش کرے اور انہیں سے کسی ایک جیسا بننے کی کوشش کرے یہی وجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا مرسل کا ذکر کرتا ہے تو عموماً فرماتا ہے فاعتبروا یااولی الابصار۔

قرآن شریف کی اصل غرض عمل ہے اور عمل کیواسطے تدبّر تدبیر ہے تدبر کے واسطے ضروری ہے کہ پانچ آیت سے کم نہوں اور دس آیت سے زیادہ نہ ہو تدبّر کے وقت جب کسی نبی یا ولی یا فرشتہ کا ذکر آوے تو انسان دعا کرے اور خود کوشش کرے کہ ویسا بن جاوے اگر کسی بد انسان یا شیطان کا ذکر آوے تو اس راہ سے بچنے کی کوشش کرو۔ اور دعا اور استغفار وغیرہ کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کی ... کا اور علم کامل کے مطالعہ سے ایمان ترقی کرتا ہے اور انعامات الٰہی کے مطالعہ سے محبت ... ہے اور یہ باتیں انسانی فطرت میں ہیں کہ اپنے سے زیادہ طاقت و قدرت والے اور زیادہ علم والے سے ... کرتا ہے اور اُسکا فرمانبردار بنتا اور پھر اُسکو فخر جانتا ہے اور اپنے محسن سے پیار بھی کرتا ہے اسی واسطے خدا تعالیٰ کبھی اپنی قدرت کاملہ اور علم تام کا بیان کرتا ہے تاکہ انسان اور سلیم الفطرت انسان ان کے مطالعہ سے ایمان و محبت میں ترقی کرے۔

گناہ کی معافی کے ذرائع [1] توبۃ النصوح ... سچائی کی تصدیق کرنا۔ ... ہو جانا۔ مصائب کا آنا۔ موت کا کرب ... حشر کا کرب۔ صراط کا کرب۔ جہنم کا عذاب ... کسی ... اس کے واسطے صدقہ زندگی میں یا بعد الموت ... شفاعت خواہ انبیاء کی ... اولاد کی ... ملائکہ کی ہو خواہ مسلمانوں کی ہو ہجرت۔

النور

گذشتہ اشاعت سے آگے

ہو ... باد مخالف کا ... بیڑا نہیں
اس کی باتیں صاف ہیں کچھ اسمیں اُبھیڑا نہیں
بدنصیبی سے جو گذری امتوں کی چال ڈھال
اپنی بدنفسی سے پیدا کر دئے صد ہا خیال
دل پھرے حق سے ہوئے آخر کو ایسے بدسگال
لگ گئے توحید باری میں بھی کرنے قیل و قال
پیروی حکم خدا کی ہو گئی جب دل پہ شاق
رکھدیا سارے نوشتوں کو اُٹھا بالائے طاق
سب سے بڑھ کر اس نصاریٰ قوم نے سوچی رہ راہ
جس سے دین عیسوی کو کر دیا بالکل تباہ۔
راستبازان خدا کے سر پہ جا تھوپے گناہ
اپنی ان بدمستیوں کو تاکہ مل جائے پناہ۔
بعد صدیوں کے بنایا بیٹھ کر یہ اعتقاد
مسئلہ تثلیث کا کیا خوب آیا ان کو یاد۔
سارے نبیوں کو کہا وہ سر بسر نادان تھے
راز سے تثلیث کے سارے ہی وہ انجان تھے
کچھ نہ تھا اُن میں شرف وہ عام اک انسان تھے
بھولے بھٹکے تھے وہ سب اُن کو خطا و نسیان تھے
نسل سے داؤد کی نکلا مگر ہاں اک خدا۔
ان گنہگاروں سے رب بے گناہ پیدا ہوا
ہاتھ سے شیطان کے لاچار ... ایسا ... ہوا
اپنے بندوں کے بچانے کو ... بن پڑا۔
پیٹ میں مریم کے داخل آخرش وہ ہو گیا
تاکہ دنیا میں کرے پیدا وہ اک بیٹا خدا۔
اور گناہ کی موت کو لے اپنے اوپر وہ سہار
یاد آئی اُسکو یہ تجویز بعد انتظار۔
پہلے دنیا میں خدا نے جسقدر بھیجے رسول
بھیجنا اُن کا تھا گویا محض اک امر فضول۔
بعد مدت یاد آیا اُس کو یہ عمدہ اصول
ازلی اور ابدی پسر لے کر لیا جس کو قبول
... پر بیٹا چڑھا اور مر کے کفارہ ہوا۔
فیصلہ سب ہو گیا اور جھگڑا طے سارا ہوا
اس عقیدے کی اتھاناسیس نے رکھی بنا
اپنی بدنفسی سے ایسا مسئلہ پیدا کیا
پاک نبیوں کے نوشتوں میں نہیں اسکا پتا
خود مسیح نے معاذ اللہ نہیں ایسا کیا
پاک ہیں وہ اس سے یہ تو سب شر شیطان ہے
تین صدیوں بعد کا یہ کذب اور بہتان ہے۔
رب غیرتمند کو منظور یہ ہرگز نہیں۔
پھیل جائے سلطنت میں اُسکی ایسا کفر و کین
راندۂ درگاہ ہے مردود شیطان لعین۔
اُس کے منصوبوں کی ہوتی کامیابی ہے کہیں
آسمانوں اور زمینوں پر خدا کا حب ہے راج
ان فسادوں کا وہ خود قدرت سے کرتا ہے علاج
جب عفونت پھیل کر کرتی پریشاں ہے دماغ
سنج اور کثافت سے ہو جاتے ہیں سینے داغ داغ
کذب و بہتان کی دبا جب گھیرتی ہے باغ و راغ
اور جھک شہباز کی لیتا ہے جب آکر کلاغ۔
غیرت غیور آجاتی ہے یکدم جوش میں
ظلمت غفلت میں سوتوں کو ہے لاتی ہوش میں
پہلے جب پیدا ہوا عیسیٰ پرستی کا خیال۔
... نے اُٹھائی مجلس فسق و ضلال۔
عیسوی تعلیم کو تثلیث کے سانچے میں ڈھال
کر دیا توحید حق میں اُس نے پیدا اختلال
جبر سے پھیلا دیا تثلیث نامعقول کو۔
کیسی بے راہی کی سوجھی فاسق مجہول کو۔
شاہ قسطنطین کا مشہور ہے یہ ظلم و جور
بعد عیسیٰ تین سو پچیس میں تھا اُس کا دور

(باقی آئندہ)

دربار شام

یکم مئی سنہ ۱۹۰۳ء

رویا فرمایا کہ ایک رویا تھی تو وحشت ناک مگر اللہ تعالیٰ نے ٹال ہی دیا۔ دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ بہل کو میدان میں ذبح کریں گے مگر عملی کارروائی نہ ہوئی۔ ذبح نہ ہوا کہ جاگ آگئی۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگی اس پر ہم نے سوچا کہ یہ کیا سِر ہے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہر ایک قسم کی دوئی اور دوری کو دور کرتا ہے اور اس سے اپنے اور مسیح موعود کے وجود میں ایک اتحاد کا ہونا ثابت کیا ہے اور ظاہر کر دیا ہے کہ کوئی شخص باہر سے آنے والا نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کا آنا گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا آنا ہے جو بروزی رنگ رکھتا ہے۔ اگر کوئی اور شخص آتا تو اس سے دوئی لازم آتی اور غیرت نبوی کے تقاضے کے خلاف ہوتا۔

اگر کوئی غیر شخص آجاوے تو غیرت ہوتی ہے لیکن جب وہ خود ہی آوے تو پھر غیرت کیسی؟ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر ایک شخص آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھے اور پاس اس کی بیوی بھی موجود ہو تو گیا اس کی بیوی آئینہ والی تصویر کو دیکھ کر پردہ کرے گی اور اس کو یہ خیال ہوگا کہ کوئی نامحرم شخص آگیا ہے اس لئے پردہ کرنا چاہئیے اور یا خاوند کو غیرت محسوس ہوگی کہ کوئی اجنبی شخص گھر میں آگیا ہے اور میری بیوی سامنے ہے نہیں بلکہ آئینہ میں انہیں خاوند بیوی کی شکلوں کا بروز ہوتا ہے اور کوئی اس بروز کو غیر نہیں جانتا اور نہ ان میں کسی قسم کی دوئی ہوتی ہے +

یہی حالت مسیح موعود کی آمد کی ہے وہ کوئی غیر نہیں ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا ہے اور کسی نئی تعلیم یا شریعت کو لیکر آنے والا نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا بروز اور آپ کی ہی آمد ہے جس وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کے آنے سے کوئی غیرت دامن گیر نہیں ہوئی بلکہ اس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور یہی سِر ہے آپ کے اس ارشاد میں کہ وہ میری قبر میں دفن کیا جاوے گا یہ امر **غائیت اتحاد** کیطرف رہبری کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعریف کرکے بھی جو قرآن شریف میں کی گئی ہے اور آپ کو خاتم الانبیا ٹھہرا کر بھی پھر بھی اور آپ کے بعد نبوت کے تخت پر بیٹھا دیتا تو آپ کی اتنی کسر شان ہوتی اور اس سے نعوذ باللہ یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت ہی کمزور ہے۔ کہ آپ سے ایک شخص بھی ایسا تیار نہ ہو سکا جو آپ کی امت کی اصلاح کر سکتا۔ اس سے نہ صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہوتی بلکہ یہ امر جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے منافی غیرت بھی ہوتا ہے شخص میں دنیا کے ادنے ادنے معاملات کے لئے غیرت ہوتی ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام میں خدا کی تعلقات میں بھی غیرت نہیں؟ معاذ اللہ اس قسم کے کلمات کفر کے کلمات ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے اس سے کیا مراد تھی یہی کہ آپ کی نبوت کے زمانہ میں اور کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا تھا۔ ایسا ہی جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آپ نے توریت کا ایک ورق دیکھا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہوگیا اس کی وجہ کیا تھی؟ یہی غیرت تھی۔ جس سے چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آنحضرت صلعم کو دیکھا تو حضرت عمر رض کو مخاطب کرکے کہا کہ اے عمر رض کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو نہیں دیکھتا یہ سن کر حضرت عمر رض نے وہ کاغذ اپنے ہاتھ سے پھینکدیا۔ اور اس طرح پر غیرت نبوی کا ادب کیا۔ بھلا جب ایک چھوٹی سی بات کے لئے آپ کا چہرہ غیرت سے سرخ ہوگیا تھا تو کیا اگر وہی مسیح جو بنی اسرائیل کا آخری رسول تھا اگر آپ کی امت کی اصلاح اور آپ کی ختم نبوت کی مہر کو توڑنے کے واسطے آجاوے گا تو آپ کو غیرت نہ آوے گی؟ اور کیا خدا تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اسقدر ہتک کرنی چاہتا ہے۔ افسوس ہے یہ لوگ مسلمان کہلا کر اور آپ کا کلمہ پڑھ کر بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ اور آپ کو خاتم النبیین مان کر پھر آپ کی مہر کو توڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بھی الزام لگاتے ہیں کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اسقدر تعریفوں کے بعد جو قرآن شریف میں آپ کی کی گئی ہیں آپ سے یہ سلوک کرے + معاذ اللہ۔

شیعہ لوگوں کے ذکر پر فرمایا کہ ہمیں ان لوگوں کی حالت پر رحم آتا ہے کہ اگر حضرت حسین رض کی ایسی ہی شان اور عظمت تھی جو یہ بیان کرتے ہیں اور کل نبیوں کی نجات ان کی ہی شفاعت سے ہوئی ہے تو پھر تعجب ہے کہ قرآن شریف میں آپ کا نام ایک مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ نے نہ لیا زید جو ایک معمولی صحابی تھے ان کا نام تو قرآن نے دیا مگر امام حسین رض کا جو ایسے جلیل القدر منجی اور کل انبیاء علیہم السلام کے شفیع تھے انکا نام بھی قرآن شریف نے نہ لیا۔ کیا قرآن شریف کو بھی ان سے کچھ عداوت تھی؟ –

اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن شریف میں (جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں۔ ایڈیٹر) تحریف ہوگئی ہے۔ اور آپ کا نام بھی محرف مبدل ہوگیا ہوگا۔ تو یہ الزام بھی ان ہی کی گردن پر ہے۔ کیونکہ جن کی طرف یہ تحریف منسوب کیجاتی ہے ان کی وفات کے بعد جناب علی رض تو زندہ تھے اور وہ اپنے وقت کے مقتدر خلیفہ تھے۔ شیر خدا تھے جب ان کو یہ معلوم تھا کہ اس قرآن میں تحریف کی گئی ہے تو کیوں انہوں نے اس کو درست نہ کیا ان کو چاہئیے کہ اصل قرآن شریف کی اشاعت کرتے اور اس کو درست کر دیتے لیکن جب کہ انہوں نے یہی قرآن رکھا اور اپنا صحیح اور درست قرآن شایع نہ کیا۔ تو یہ الزام بھی ان کے اپنے ہی سر رہا۔ ان کا حق تھا اور ان پر فرض تھا کہ جب اصل قرآن شریف گم کر دیا گیا تھا۔ تو اس وقت تو بھلا وہ خوف کے مارے کچھ نہ کر سکتے تھے مگر ان کی وفات کے بعد تو ان کو موقع تھا کہ لوگوں میں اس امر کا اعلان کر دیتے کہ اصل قرآن شریف یہ ہے اور جو تمہارے پاس ہے وہ محرف مبدل ہوگیا ہے مگر جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو پھر یہ الزام ان پر رہا +

۲ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

دعا اور الہام فرمایا آج ہم نے عام طور پر بہت سے بیماروں کے لئے دعا کی تھی جس پر اللہ تعالیٰ کیطرف سے الہام ہوا کہ آثار صحت یہ نہیں معلوم کہ کس شخص کے متعلق ہے۔ دعا عام تھی۔

ہدایت مجاہدہ اور تقویٰ پر منحصر ہے فرمایا کہ جو شخص مخلص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کے موافق (والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا یعنے جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھا دیتے

ہیں) خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا [illegible] اور اسے اطمینان قلب عطا کرتا ہے [illegible] خود دل ظلمت کدہ اور زبان دعا سے [illegible] اعتقاد شرک و بدعت سے ملوث ہو تو وہ دعا ہی کیا ہے اور وہ طلب ہی کیا ہے جس پر نتائج حسنہ مترتب ہوں - جب تک انسان پاک دل اور صدق و خلوص سے تمام ناجائز رستوں اور امیدوں کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر کے خدا تعالیٰ ہی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا - اس وقت تک وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید اسے ملے لیکن جب [illegible] کے دروازہ پر گرتا اور اسی [illegible] تو اس کی یہ حالت جاذب نصرت اور [illegible] ہوتی ہے - خدا تعالیٰ آسمان سے انسان کے دل کے کونوں میں جھانکتا ہے اور اگر کسی کونہ میں بھی کسی قسم کی ظلمت یا شرک و بدعت کا کوئی حصہ ہوتا ہے تو اس کی دعاؤں اور عبادتوں کو اس کے منہ پر الٹا مارتا ہے اور اگر دیکھتا ہے کہ اس کا دل ہر قسم کی نفسانی اغراض اور ظلمت سے پاک صاف ہے تو اس کے واسطے رحمت کے دروازے کھولتا ہے اور اسے اپنے سایہ میں لے کر اس کی پرورش کا خود ذمہ لیتا ہے -

اس سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے اور اس پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ آتے ہیں اور وہ صاحب اغراض ہوتے ہیں اگر اغراض پورے ہو گئے تو خیر ورنہ کدھر کا دین اور کدھر کا ایمان - لیکن اگر ایسے مقابلہ میں صحابہ کی زندگی میں نظر کی جاوے تو ان میں ایک بھی ایسا واقعہ نہیں آتا انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا - ہماری بیعت تو بیعت توبہ ہی ہے - لیکن ان لوگوں کی بیعت تو سر کٹانے کی بیعت تھی - ایک طرف بیعت کرتے تھے اور دوسری طرف اپنے سارے مال و متاع عزت و آبرو اور جان و مال سے دست کش ہو جاتے تھے گویا کسی چیز کے بھی مالک نہیں ہیں - اور اس طرح پر ان کی کل امیدیں دنیا سے منقطع ہو جاتی تھیں - ہر قسم کی عزت و عظمت اور جاہ و حشمت کے حصول کے ارادے ختم ہو جاتے تھے - کس کو یہ خیال تھا کہ ہم بادشاہ بنیں گے یا کسی ملک کے فاتح ہوں گے - یہ باتیں ان کے وہم و خیال میں بھی نہ تھیں بلکہ وہ تو ہر قسم کی امیدوں سے الگ ہو جاتے تھے - اور ہر وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ اور مصیبت کو لذت کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہو جاتے تھے یہانتک کہ جان تک دیدینے کو آمادہ رہتے تھے ان کی اپنی تو یہی حالت

تھی کہ وہ اس دنیا سے بالکل الگ اور منقطع تھے لیکن یہ الگ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت کی اور ان کو نوازا - اور ان کو جنہوں نے اس راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا اس کو ہزار چند کر دیا دیکھئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال و متاع خدا کی راہ میں دیدیا اور آپ کمبل پہن لیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر انہیں کیا دیا - تمام عرب کا انہیں بادشاہ بنا دیا اور اسی کے ہاتھ سے اسلام کو نئے سر سے زندہ کیا - اور مرتد عرب کو پھر فتح کر کے دکھا دیا اور وہ کچھ دیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا - غرض ان لوگوں کے صدق و وفا اور اخلاص و مروت ہر مسلمان کے لئے قابل اسوہ ہے - صحابہ کی زندگی ایک ایسی زندگی تھی کہ تمام نبیوں میں سے کسی نبی کی زندگی میں یہ مثال نہیں پائی جاتی اور آپ کے صحابہ کے مقابلہ میں حضرت مسیح کے حواری تو بہت ہی گری ہوئی حالت میں نظر آتے ہیں ان میں وہ جوش صدق و وفا جو ایک مرید کو اپنے مرشد کے لئے ہونا چاہئیے پایا ہی نہیں جاتا بلکہ مصیبت کے وقت سب کے سب بھاگ گئے - اور جو پاس رہ گیا اس نے لعنت بھیجنی شروع کر دی -

اصل بات یہ ہے کہ جب تک انسان اپنی خواہشوں اور اغراض سے الگ ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور نہیں آتا ہے - وہ کچھ حاصل نہیں کرتا بلکہ اپنا نقصان کرتا ہے لیکن جب وہ تمام نفسانی خواہشات اور اغراض سے الگ ہو جاوے اور خالی ہاتھ اور صافی قلب لیکر خدا کے حضور جاوے تو خدا اس کو دیتا ہے - اور خدا اس کی دستگیری کرتا ہے - مگر شرط یہی ہے کہ انسان مرنے کو تیار ہو جاوے - اور اس کی راہ میں ذلت اور موت کو قبول کرنے والا بن جاوے -

دیکھو دنیا ایک فانی چیز ہے - مگر اسکی [illegible] کو ملتی ہے جو اس کو خدا کے واسطے چھوڑ دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کا مقرب ہوتا ہے خدا تعالیٰ دنیا پر اس کے لئے قبولیت کو پھیلا دیتا ہے - یہ وہی قبولیت ہے جس کے لئے دنیادار ہزاروں کوششیں کرتے ہیں کہ کسی طرح کوئی خطاب مل جاوے یا کسی عزت کی جگہ یاد ربار میں کرسی ملے اور کرسی نشینوں میں نام لکھا جاوے غرض تمام دنیوی عزتیں [illegible] ان کو دی جاتی ہیں - اور ہر دل میں اسی کی عظمت اور قبولیت ڈالدی جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے سب

کچھ چھوڑنے اور کھونے پر آمادہ ہو جاتے ہیں نہ صرف آمادہ بلکہ چھوڑ دیتے ہیں - غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے واسطے کھونے والوں کو سب کچھ دیا جاتا ہے اور وہ نہیں مرتے ہیں جب تک وہ اس سے کئی چند نہ پا لیں جو انہوں نے خدا کی راہ میں دیا ہے خدا تعالیٰ کسی کا قرض اپنے ذمہ نہیں رکھتا ہے - مگر افسوس یہ ہے کہ ان باتوں کو ماننے والے اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانے والے بہت ہی کم لوگ ہیں +

ہزاروں اہل صدق و وفا گذرے ہیں مگر کسی نے نہ دیکھا ہو گا اور نہ کسی نے سنا ہو گا - کہ وہ ذلیل و خوار ہوتے ہوں - دنیوی امور میں اگر وہ نہایت درجہ کی ترقی کرتے تو زیادہ سے زیادہ تین چار آنے کی مزدوری کر لیتے اور کس مپرس اور گمنام لوگوں میں سے ہوتے - مگر جب انہوں نے اپنے آپ کو خدا کی راہ میں لگایا تو خدا نے انکو ایسا کیا کہ تمام دنیا میں نامآور بن گئے - اور ان کی عزت و عظمت دلوں میں بٹھائی گئی - اور اب ان کے نام ستاروں کی طرح چمکتے ہیں - دنیوی عظمت اور عزت بھی بذریعہ دین ہی حاصل ہوتی ہے - پس مبارک وہی ہے جو دین کو مقدم کرے - دیکھو ایک جونک کی نسبت بیل کو اور ایک بیل کی نسبت انسان کو اور انسانوں میں خواص کو اللہ تعالیٰ نے لذات اور حظوظ دئے ہوئے ہیں اور خواص کو خاص قسم کی لذتوں کے ملتے ہیں - اسی طرح جو لوگ خدا کے مقرب ہو کر خواص بنتے ہیں تو ان کو دنیوی لذائذ وغیرہ بھی اعلےٰ درجہ کے ہوتے ہیں ایک پنجابی شعر ہے جو بالکل کلام الٰہی کے موافق اسی کا گویا ترجمہ ہے کہ "جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو" - پس خدا تعالیٰ کے خاص بندے بننے کی کوشش کرنی چاہئیے +

تقریر دلپذیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

خلاصہ تقریر جو فاضل امروہی جو ایک مولویصاحب نو وارد سے واقع ہوئی

جو گفتگو درباره معنی توفی کے کی گئی تھی کہ معنی اسکے سوائے قبض روح کے اور کچھ نہیں

آتے ہین اور یہان پر تو وہ قبض روح مراد الٰہی ہے جو موت مین واقع ہوتا ہے) اس گفتگو کی تلخیص کی کچھ ضرورت نہین ہے ہان منجملہ اس کے یہ نکتہ ضروری البیان ہے کہ چونکہ بیان نفی الوہیت عیسے کے سیاق مین یہ توفی واقع ہو گیا ہے۔ لہذا معنے اس کے یہان پر سوائے موت حقیقی کے اور کچھ نہین ہو سکتے کیونکہ توفی بمعنے موت حقیقی کے ہی الوہیت عیسے کے لئے زیادہ منافی ہے بہ نسبت نیند و بیہوشی وغیرہ کے چنانچہ اللہ تعالٰے نے دوسرے مقام پر اسی موت حقیقی کو من دون اللہ کو رد الوہیت الذین من دون اللہ کے لئے برہان قاطع قرار دیا ہے کما قال اللہ تعالٰے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً و ہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ اور بقیہ تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت کنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم جو حضرت عیسے کے سیاق جواب بروز قیامت آخر سورہ مائدہ مین واقع ہوئی ہے جب کہ حضرت عیسے نزول من السماء فرما کر اس جواب مندرجہ آیت کی تلاوت فرماوینگے تو اس جواب مندرجہ آیت کو حسب عقیدہ مخالفین کے محض غلط یا ناقص الجواب کہہ سکتے ہین ونعوذ باللہ منہ وجہ یہ کہ سوال اللہ تعالٰے کا جو حضرت عیسے سے قرآن مجید مین مذکور ہوا ہے اگرچہ بروز قیامت کے یہ سوال واقع ہو مگر تاہم یہ سوال اس شرک کی نسبت بھی ہے جو قبل وقت نزول کے بعد الرفع العبودی اب تک نصارے سے واقع ہو رہا ہے تاکہ نصارے موجودہ زمانہ [illegible] اتمام حجت ہو جاوے اور ان کو [illegible] تنبیہ کی جاوے۔ اور یہ تو ہرگز نہین ہو سکتا کہ صرف شرک بعد الوفات عیسے ہی مطالبہ ہوا ور جو شرک دو ہزار برس تک یا اس سے زیادہ مدت تک بعد الرفع الی السماء واقع ہوا ہے۔ قیامت مین اس کا کچھ مطالبہ نہ ہو۔ اندرین صورت جواب حضرت عیسے کا اپنی بریت کے لئے یہ ہونا چاہیئے تھا کہ فلما نزلت من السماء کسرت الصلیب و رددت التثلیث و ہدیت النصاریٰ الی توحید الاسلام اربعین سنۃ وکذا وکذا۔ اور اگر جواب اختصار ہی منظور تھا تو توفیتنی کے اول مین رفعتنی بھی ضروری البیان تھا یعنی

فلما رفعتنی و توفیتنی۔ اور چونکہ حضرت عیسے کی بریت ایسے اکبر الکبائر سے کرنی منظور ہے جس کی نسبت وارد ہے کہ ان الشرک لظلم عظیم۔ تو اس لئے ضروری ہے کہ دونون زمانون کے شرکون سے خصوصاً بعد الرفع کے شرک سے بھی بریت ظاہر کیجاوے + مگر یہان پر عکس اس کے صرف بعد الوفات کے شرک سے تو بریت ظاہر کی گئی ہے اور بعد الرفع کے شرک [illegible] سے محض سکوت اختیار کیا گیا جس [illegible] نصارے موجودین پر بھی کوئی اتمام حجت نہین ہو سکتا اور اس سوال و جواب کے نقل کرنے سے نصارے کے لئے کوئی تنبیہ نہین حاصل ہو سکتی ہے۔

پس جواب مندرجہ قرآن مجید سے پوری بریت حضرت عیسے کی نہین ہو سکتی سه

دو چیز طیرہ عقل است دم فرو بستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

اور چونکہ آیت مذکورہ مین تغیر منفصل انت کے ساتھ تاکید واقع ہوئی ہے جو [illegible] حصر ہے لہذا حاصل [illegible] آیت کا یہ ہے کہ میری وفات کے بعد تو ہی ان کا رقیب و خبردار تھا۔ مجھکو ان کے اس شرک کی کچھ خبر نہین +

الحاصل اور [illegible] بریت عیسویت کا تب [illegible] کہ [illegible] مجھکو بعد رفع کے خبر ہے اور بعد [illegible] کے [illegible] بعد النزول [illegible] اس شرک [illegible] کیا ہے جو تجھکو معلوم ہے +

مولوی صاحب نووارد چونکہ [illegible] اقرار خود علمی طور پر سمجھنا چاہتے لہذا اس مین غور فرماوین اور پھر آیت کے مضمون کو سمجھین کہ بغیر اجتہاد کرنے ہمارے مسلک کے نعوذ باللہ قرآن مجید قابل اصلاح عیسوی ہو جاویگا +

سید محمد احسن محررہ ۴ مئی ۱۹۰۳ء

چونکہ ذیل رقیمہ الوداد کی گنجایش اس نمبر مین نہین بچتی لہذا آیندہ نمبر مین انشاء اللہ تعالٰے درج ہو گا۔

اطلاع ضروری

نمبر ۱۶ صفحہ ۱۳ سطر ۳۲ کالم ۳ مین غلطی واقع ہے جس کی عبارت غلطی یوں لکھی گئی ہے۔ جن اشیاء کی حلت سنت صحیحہ مین موجود ہے وہ سب خبائث مین داخل ہین کیونکہ وہ سب محرمات بحکم ثم ان علینا بیانہ کے بواسطے اس رسول نبی امی صلعم کے مبین ہو چکی ہین۔ صحیح عبارت یون ہے۔ جن اشیاء کی حلت یا حرمت سنت صحیحہ مین موجود ہے وہ سب طیبات یا خبائث مین داخل ہین کیونکہ وہ سب طیبات یا محرمات۔ آخر تک +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات ہے یا کوئی معمولی اشتہار ہے کہ اس کی طرف توجہ نہ کیجاوے +

قرآن شریف صرف چھ ماہ مین پڑھایا جاتا ہے

ہم بذریعہ اشتہار ہذا قرآن شریف کے عاشقون اور اپنی اولاد کے سچے خیرخواہون کو جو اپنی اولاد کے اوقات عزیز کی قدر کرتے ہین یہ خوشخبری دیتے ہین کہ اللہ تعالٰے نے اپنے خاص فضل اور کرم سے ہمین یہ نعمت عطا فرمائی ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالٰے ایک متوسط ذہن کے لڑکے کو جس کی عمر ۹ سال سے کم نہ ہو چھ ماہ مین اس خوبی سے قرآن شریف پڑھا سکتے ہین کہ عرصہ قرار دادہ پر اگر امتحاناً بچے سے قرآن شریف سنا جاوے تو وہ صحت اور عمدگی سے سنا سکیگا اور یہ امر قرآن شریف تک ہی محدود نہین بلکہ ہر ایک اعراب دار عربی کتاب کو باآسانی پڑھ سکیگا +

پس جو لوگ اپنی اولاد کو قرآن جیسی رحمت نور ہدایت اور شفا سے بہرہ ور کرنا چاہتے ہین وہ اپنے بچون کو ہمارے پاس قادیان مین بھیجدین +

یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بچون کو جناب حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے قابل قدر مشورون کے مطابق تربیت دیجاویگی اور ان کی خوراک اور رہایش وغیرہ مین صاحب موصوف کے مشورے مقدم ہونگے۔ اور بچون کو نہایت نرمی محبت اور پیار سے ان کی عمر کے تقاضے کے مطابق نہایت عمدگی سے رکھا جاویگا۔ اور ان کی تعلیم و تربیت نہایت معقول طرز سے کیجاوے گی + انشاء اللہ تعالٰے۔ وما توفیقنا الا باللہ +

شرائط ذیل کی رعایت ہر صاحب کو لازمی ہوگی

(۱) داخلہ ایک روپیہ۔ اور فیس ماہوار ۵؍ روپیہ ہوگی جو کل پہلے حضرت حکیم الامت کے پاس یا جسے وہ معتبر جانین بطور امانت جمع کرا دینی چاہیئے یا ہر ماہ کی فیس پیشگی ادا کر دیجاوے۔ اگر قرآن شریف کے ختم ہونے پر قدردان اس سے زیادہ قدردانی کرین تو بسر و چشم قبول کیجاوے گی +

(۲) ہر ایک طالب علم کو چھ ماہ کی حاضری ضروری ہوگی۔ ایام رخصت یا بیماری وغیرہ اس مین شامل نہ ہونگے +

(۳) انتظام سکونت اور خوراک وغیرہ مشتہرون کے ذمہ ہوگا مگر اس کے اخراجات پیشگی مبلغ للعہ روپیہ بطور امانت جمع کرانے ہونگے۔ جو فیس مقررہ

کے علاوہ ہون گے - اور ان کا حساب ہر ماہ کے آخیر پر کر دیا جاوے گا - کمی بیشی یعنی دینی ہوگی +

(۴) ہر ماہ کے اختتام پر لڑکون کی ترقی کی رپورٹ مصدقہ جناب حضرت حکیم الامت طالب علمون کے سرپرستون کو بھیجی جایا کرے گی +

(۵) لوکل طالب علمون کو اجازت ہوگی کہ وہ تعلیم کے علاوہ اوقات کو اپنے سرپرستون کی منشار کے مطابق صرف کرین +

(۶) جو صاحب اپنے بچون کو بھیجنا چاہین وہ پہلے بچے کا نام وغیرہ اور زر داخلہ کا روپیہ بھیجدین پھر جب درخواستون کی کافی تعداد ہوجاوے گی توان کو اطلاع دیجاوے گی کہ فلان تاریخ تک لڑکون کو قادیان مین پہونچا دین +

تصدیق - جہانتک میرا اپنا تجربہ اور علم ہے مجھے یقین ہے کہ دونون صاحب بہت نیک نیت ہین - انشاء اللہ بچون کے لئے ان کے مساعی مشکور رہون گے + دستخط - نورالدین

خاکساران شیخ عبدالرحمن قادیانی احمدی - و شیخ محمد اسمعیل سرساوی احمدی -

۲۷ - اپریل سنہ ۱۹۰۳ء

دربار شام

۴ - مئی سنہ ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ عادات اور رسوم کا [illegible] قمع کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے اور یہی ایک حجاب ہزارون انوار سے محروم بھی رکھتا ہے ورنہ ہمارا معاملہ تو نہایت ہی صاف اور [illegible] ہی دلائل اور براہین سے ایک امر کو [illegible] کیون نہ بیان کیا جاوے عادت و رسم کا حجاب ضرور اس کے ماننے مین پس و پیش کرنے لگتا - اور جب تک وہ اس حجاب کو پھاڑ کر باہر نہ نکلے اسے حق لینا نصیب ہی نہین ہوتا + آنحضرت صلعم کی صداقت کیسی اجلا اور روشن تھی مگر ان کے دعوے کے وقت بھی عیسائی راہبون اور یہودی مولوین نے جو عادت اور رسم کے پابند تھے ہزارون عذر تراشے اور آپ کو صادق کہنے کی بجائے کاذب کا خطاب دیا گویا رسم اور عادت کی ظلمت نے ان کی آنکھون پر ایسا پردہ ڈالا ہوا تھا کہ وہ نور کو ظلمت کہتے تھے ورنہ آپ کے معجزات بینات - اور فیوض اسقدر کامل اور واضح تھے کہ کسی کو ان سے انکار ممکن نہ تھا +

اس زمانے مین بھی اللہ تعالے نے ہر ایک قسم دلائل اور بینات ہمارے واسطے جمع کر دیئے ہین انسان کے تسلی پانے کے تین ہی طریق ہوا کرتے ہین -

اول نقلی دلائل - سو وہ قرآن شریف کے نصوص سے ثابت ہین - کیونکہ جو شخص قرآن شریف کو کلام الہی مانتا ہے اسے تو اس مین چارہ نہین بلکہ اس کا ایمان ہی کلام الہی کے بغیر ناقص ہے +

نقل دلایل کا دوسرا حصہ احادیث ہین - سو ان مین سے وہ احادیث قابل پذیرائی ہین جو قرآن شریف کے معارض نہ ہون - کیونکہ جو حدیث قرآن شریف کے مخالف معارض وہ ردی ہے - اور قبول کرنے کے لائق نہین - مثلاً قرآن شریف بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم ع حضرت موسےٰ ع سے پہلے ہوئے ہین مگر اگر حدیث مین یہ ہو کہ حضرت موسےٰ ع حضرت ابراہیم ع سے پہلے ہوئے ہین تو وہ بالکل ردی ہے اور ماننے کے لائق نہین - یا ایسی ہی اگر اور کوئی مخالفت صریح قرآن شریف کی کوئی حدیث کرے تو وہ بھی اس ذیل مین داخل ہے -

احادیث مین احتمال صدق اور کذب دونون طرح کا ہے کیونکہ احادیث تو قرآن شریف کی طرح اس وقت رسول اللہ جمع نہین ہوئین - اور نہ ہی ان کا قرآن شریف کی طرح کوئی نام رکھا ہے بلکہ آپ سے قریباً اڑہائی سو برس بعد جمع ہوئی ہین غرض انکی صدق کذب کا معیار قرآن شریف ہے پس جو احادیث قرآن شریف کے معارض نہین وہ ماننے کے لائق ہین + یہ جو ۷۳ فرقے بن گئے ہین یہ بھی تو ان احادیث کے نتائج مین سے ایک نتیجہ ہے - جب لوگون کی توجہ قرآن شریف سے ہٹ گئی اور احادیث کو قرآن شریف پر قاضی جانا تو یہان تک نوبت پہونچی +

دوسرا ذریعہ عقل ہے جس سے انسان حق کو پہچان سکتا ہے - چنانچہ قرآن شریف مین مجرمین کے الفاظ درج ہین کہ **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر** - سو اگر ان لوگون سے سوال کیا جاوے کہ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کوئی شخص زندہ بجسمہ العنصری آسمان پر چلا جاوے اور دو ہزار برس تک وہین بیٹھا رہے اور کسی قسم کی ضروریات اور عوارض اسے نہ لگین کیا کوئی عقل ہے جو اس خصوصیت کو مان سکے بھلا ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ اس خصوصیت کی جو تم نے حضرت عیسےٰ مین مانی ہے کیا وجہ ہے - یہ تو ایک قسم کا باریک شرک ہے - اللہ تعالے فرماتا ہے کہ **فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون** - اللہ تعالے انسان کو متوجہ کرتا ہے کہ ہر ایک امر مین نظائر ضروری ہین - جس چیز مین نظیر نہین وہ چیز خطرناک ہے + آج کل جس طرح کا ہمارا جھگڑا ہے اسی قسم کا ایک جھگڑا پہلے بھی اہل کتاب مین گذر چکا ہے اور وہ الیاس کا معاملہ تھا - ان کی کتابون مین لکھا تھا کہ مسیح ع آسمان سے نہین نازل ہوگا جب تک ایلیا آسمان سے دوبارہ نہ آلے - اسی بنا پر جب حضرت مسیح آئے اور انہون نے یہود کو ایمان کی دعوت کی تو انہون نے صاف انکار کیا کہ ہمارے ہان مسیح کی علامت یہ ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے دوبارہ نازل ہوگا - مگر حضرت مسیح نے اس کی یہ تاویل کی کہ [illegible] شخص یوحنا (یحییٰ) ہی ایلیا ہے اور یہ اس کی (الیاس) خو و بو پر آیا ہے اسی کو ایلیا مان لو - وہ آسمان سے دوبارہ نہین آویگا جس نے آنا تھا وہ آچکا - چاہو تو مانو چاہو تو نہ مانو + غرض حضرت عیسےٰ ع پر بھی یہ ایک مصیبت پڑی تھی - اور ان کا فیصلہ ہمارے اس مقدمہ کے لئے ایک دلیل ہوسکتا ہے - اگر حضرت عیسےٰ ع یہود کے مقابل مین حق پر تھے تو ہمارا معاملہ بھی صاف ہے ورنہ پہلے حضرت عیسےٰ ع کی نبوت کا انکار کرین - بعد مین ہمارا معاملہ آئے گا +

اگر واقعی طور پر ان یہودیون کی طرح یہ یہودی بھی حق پر ہین تو پھر اول تو حضرت عیسےٰ کی نبوت کا ثبوت نہین تو ان کا آسمان سے آنا کجا - پس یا تو یہ مسلمان اس بات کو مان لین کہ آسمان پر کوئی شخص زندہ نہین جایا کرتا - اور نہ ہی وہ دوبارہ واپس آیا کرتے ہین - اور وہ اسی قاعدے کے مطابق حضرت عیسےٰ ع کو دوسرے انبیار کی طرح وفات پائے ہوئے مان لین - اور یا حضرت عیسےٰ ع کی نبوت سے انکار کرین - اور اس طرح پر ان کی آمد کے متعلق تمام امیدون سے ہاتھ دھو لین غرض ان کی منفرد اور خاص قسم کی زندگی ایک خطرناک قسم کا شرک ہے - غرض دوسری قسم کے دلایل عقلی تھے سو ان کے رو سے بھی یہ قوم ملزم ہے +

(باقی آئندہ)

انوار احمدیہ پریس قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے پبلشر شائع ہوا -